REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۲

شمارہ ۴۶

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۳ جمادی الثانی ۱۴۱۴ ہجری | ۱۸ نبوت ۱۳۷۲ ہش | ۱۸ نومبر ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۲ نومبر (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَ بَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَ اَمْرِہٖ۔ اٰمِیْن ۞

اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کی عُمر دراز کرتا ہے جو دوسروں کیلئے مفید ہیں

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

"ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عُمر دراز ہو لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو۔ قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد: ۱۸) یعنی جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو درازیٔ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دُوسرے لوگوں کے لئے مفید ہیں۔ حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہیں۔ اوّل خدا کی عبادت دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہاں یہ پہلو اس لئے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو میں اوّل مرتبہ خدا تعالیٰ کی مُحبّت اور توحید کا ہے۔ اس میں انسان کا فرض ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو خدا کی محبت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے۔ جیسا کہ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے پایا جاتا ہے۔ انسان بعض وقت خود ایک امر کو سمجھ لیتا ہے لیکن دُوسرے کو سمجھانے پر قادر نہیں ہوتا اس لئے اس کو چاہیئے کہ محنت اور کوشش کرکے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ ہمدردیٔ خلائق یہی ہے کہ محنت کرکے دماغ خرچ کرکے ایسی راہ نکالے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکے تاکہ عمر دراز ہو۔ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ کے مقابل پر ایک دوسری آیت ہے جو دراصل اس وسوسہ کا جواب ہے کہ عابد کے مقابل نفع رساں کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور عابد کی کیوں نہیں ہوتی؟ اگرچہ میں نے بتایا ہے کہ کامل عابد وہی ہوسکتا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ لیکن اس آیت میں اور بھی صراحت ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ (الفرقان: ۷۸) یعنی ان لوگوں کو کہدو کہ اگر تم لوگ ربّ کو نہ پکارو تو میرا ربّ تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ عابد کی پروا کرتا ہے۔ وہ عابد زاہد جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ بنوں اور جنگلوں میں رہتے اور تارک الدنیا تھے، ہمارے نزدیک وہ بودے اور کمزور تھے۔ کیونکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اس حد تک پہنچ جاوے کہ اللہ اور اس کے رسول کی کامل معرفت ہوجاوے وہ کبھی خاموش رہ سکتا ہی نہیں۔ وہ اس ذوق اور لذت سے سرشار ہوکر دُوسروں کو اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ نومبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

ہر اُس چیز سے علیحدگی اختیار کرلیں جو آپ کو ذکرِ الٰہی سے محروم کرتی ہے

مجالسِ شوریٰ کے فیصلے صرف مشورے ہیں حقیقی معنوں میں وہ آخری فیصلے تب ہی قرار پائیں گے جبکہ خلافت کی طرف سے ان پر صاد ہوجائے

ہر ملک میں ہماری معاشرے میں پردے مختلف ہیں لیکن جو پردہ کی اصل روح ہے اس کی حفاظت کرو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

لنڈن ۱۲ نومبر (ایم۔ ٹی۔ اے) تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔ (الرعد: ۲۹-۳۰)

پھر فرمایا، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر کے حوالے سے میں نے گزشتہ چند خطبات میں تبتّل الی اللہ کا مضمون بیان کیا تھا۔ اُسی تحریر میں تبتّل کے بعد ذکر اللہ کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔ اور نصیحت کی گئی ہے کہ تبتّل میں بھی ایک خاص رنگ ہو اور ذکر اللہ میں بھی ایک خاص رنگ ہو۔ حضور نے فرمایا اس پہلو سے اب آئندہ انشاء اللہ ذکر اللہ کے مضمون پر خطبات کا سلسلہ چلے گا۔ جو ممکن ہے آئندہ چھ یا سات خطبات تک جاری رہے گا انشاء اللہ۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے شروع میں مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی مجلسِ شوریٰ کے حوالے سے شوریٰ کے متعلق بعض مستقل نوعیت کی بنیادی ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا شوریٰ کا نظام نظامِ خلافت کے بعد اسلام میں سب سے اہم نظام ہے۔ اور یہ وہ نظام ہے جس کا نبوّت سے بھی تعلق ہے اور نبوّت کے بعد خلافت سے بھی تعلق ہے۔ سب سے زیادہ صاحبِ فہم اور خدا کے قریب اللہ کا نبی ہوتا ہے۔ اور ان سب نبیوں میں سب سے زیادہ فیض یافتہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جن کے متعلق بعثت سے پہلے ہی خدا نے نور کے الفاظ استعمال فرمائے اور پھر بعد بعثت فرمایا آپ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہوگئے اور ہر معاملے میں آپ صاحبِ فہم اور صاحبِ فراست تھے۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ نبوت ۱۳۷۲ ہش

تحریکِ جدید کا ساٹھواں سال

جب بھی سوچتا ہوں ہمیشہ میرے ذہن میں یہ بات گردش کرتی ہے کہ اس تحریک پر ساٹھ سال تو کیا ہزار سال بھی گذر جائیں، یہ کبھی قدیم نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ ہی جدید کہلائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بات صرف نام کی حد تک نہیں ہے بلکہ اس تحریک کا اجراء بھی دراصل جس پس منظر میں ہوا ہے وہ اپنے اندر جدیدیت کے ایک انفرادی پہلو کو لئے ہوئے ہے۔

تحریکِ جدید کے تاریخی پس منظر کا اگر ہم مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ جن دنوں اس تحریک کا آغاز ہوا، مجلسِ احرار جو نیم سیاسی اور نیم مذہبی نوعیت کی ایک پارٹی تھی اور جو ہر طرح سے سچی جھوٹی شہرت حاصل کرکے اپنی دکان چمکانا چاہتی تھی، ۱۹۳۴ء میں جماعتِ احمدیہ کی مخالفت پر صف آراء ہوئی اور جس کی مخالفت کے پیچھے اِس الٰہی جماعت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جذبۂ بغض وحسد کارفرما تھا اور دوسرے یہ کہ عام مسلمانوں کے مقابل پر دوسروں سے بڑھ کر "خادمِ اسلام" کہلانے کے لئے جماعتِ احمدیہ کی مخالفت و عداوت ایک نہایت منافع بخش سودا تھا۔ بہرکیف مجلسِ احرار نے اِس مذموم مقصد کے پیشِ نظر قادیان میں بھی اپنی ایک شاخ کھول لی۔ یہاں ایک مسجد بنائی گئی۔ دفتر قائم کیا۔ قادیان کے بعض غیر احمدی اور غیر مسلم حضرات کو اپنے ساتھ ملایا اور اس غرض کے لئے قادیان کے ارد گرد کے ماحول کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو بھڑکانا شروع کر دیا۔ انہی دِنوں احراریوں نے قادیان میں ایک کانفرنس رکھی جس میں اس کے لیڈروں نے سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کو للکارتے ہوئے کہا کہ آج تک آپ کا واسطہ ہماری جیسی "خادم اسلام" جماعت سے نہیں پڑا تھا۔ ہم تو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اور منارۃ المسیح کی اینٹیں اکھاڑ کر دریائے بیاس میں پھینک دیں گے۔ اپنے ان ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مجلسِ احرار نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور ایسا خطرناک ماحول بنا دیا کہ ان دنوں قادیان کی احمدی انتظامیہ اور مضافاتِ قادیان میں بسنے والے احمدی اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگے ـــــ!

ادھر مجلسِ احرار احمدیت کی مخالفت میں اپنا پورا زور لگا رہی تھی جس کے ساتھ بعض مصلحتوں کے پیشِ نظر اس دَور کی انگریزی حکومت کا تعاون بھی شامل ہوگیا تھا۔ اور اِدھر سیّدنا حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اولوالعزم خلیفہ سیّدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی مخالفت کا جواب اس رنگ میں دیا کہ جماعت کے سامنے ایک تحریک "تحریکِ جدید" کے نام سے رکھی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ اپنی ذات پر کم خرچ کرکے، سادگی اختیار کرکے، اپنے وقت میں سے وقت بچا کے، خدا کے دِین کی خاطر اپنا مال اور اپنا قیمتی وقت خرچ کیا جائے اور ساتھ ہی اسلام کی سربلندی کے لئے دُعائیں کی جائیں۔

اب دیکھئے کہ ایک طرف مجلسِ احرار کی شدید مخالفت وہ مجلسِ احرار جس کے پاس ظاہری طاقت کی کوئی کمی نہیں اور جسے حکومتِ وقت کا تعاون بھی حاصل ہے اور جس کے عزائم اِس قدر خطرناک ہیں کہ قادیان کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیں گے۔ اور دوسری طرف خلیفۂ برحق کی طرف سے اس کا جواب دینِ اسلام کی خدمت کے لئے پیسہ، وقت اور دُعا کے ساتھ دینے کا عظیم الشان منصوبہ۔ ہے نا عجیب اور جدید بات! کہیں دُنیا میں ایسا ہوتا ہے۔ دستورِ دُنیا تو یہ ہے کہ دُشمن جب سر پر چڑھ آئے تو اس سے بچاؤ یا اس پر جوابی حملہ کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔ اور اِدھر حال یہ ہے کہ دُشمن کے حملوں کی کوئی فکر نہیں۔ اگر فکر ہے تو صرف یہ کہ کوئی اِسلام پر حملہ نہ کرے۔ دینِ اسلام کی سربلندی ہو۔ دن و رات اس کی خدمت میں گزریں۔

خدائے ذوالجلال کو بھی سیّدنا حضرت مُصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یہ ادا اِس قدر پسند آئی کہ ۱۹۳۴ء کے بعد اڑھائی سال کے قلیل عرصہ میں مجلسِ احرار مسجد شہید گنج لاہور کے معاملہ میں ایسی پھنسی کہ عوام مسلمانوں کا ان "خدامِ اسلام" پر سے اعتماد اُٹھ گیا اور سخت نفرت سے مسلمانوں نے ان کی مدد چھوڑ دی۔ اور یہ احراری جو "قادیانیت" کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے لئے اُٹھے تھے۔ آج قادیان آکر قادیان کی مساجد کی شان اور منارۃ المسیح کی سربلندی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اور اگر کبھی موقع ملے تو ہمیں یہاں اپنے قائم کردہ دفتر اور مسجد کا نام و نشان بھی دِکھاتے جائیں۔ باقی مخالفینِ احمدیت کو بھی احراریوں کے اِس سبق آموز واقعہ سے درسِ عبرت حاصل کرنا چاہیئے۔

اِدھر تحریکِ جدید یعنی غلبۂ اسلام کی عظیم الشان عالمگیر تحریک جو ۱۹۳۴ء میں قادیان سے نہایت مخالفانہ ماحول میں شروع ہوئی تھی، دُنیا کے ۱۳۵ ممالک تک پھیل چکی ہے۔ اور ایسا عظیم الشان تناور درخت بن چکی ہے جس کی ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں کے نیچے مشرقی مغربی، کالے گورے، عربی عجمی سب ہی لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور دن و رات ہر سال لاکھوں پیاسی روحیں اس جماعت میں اپنی روحانی پیاس بُجھانے کے لئے جوق در جوق چلی آ رہی ہیں۔ آج تحریکِ جدید کے طفیل دُنیا کے کئی ممالک میں مساجد سے ندائے اللّٰہُ اَکْبَر گونج رہی ہے۔ مشن ہاؤسز سے مبلّغین و مبشرینِ اسلام دن و رات خدمتِ اسلام میں مصروف ہیں۔ ہیلتھ سنٹرز اور تعلیمی ادارے خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔ پریس، اخبارات و رسائل کے ذریعہ اشاعتِ اسلام کا مبارک کام انجام پا رہا ہے۔ اور اب حال یہ ہے کہ ہر ہفتہ حضرت امیر المومنین کا خطبہ جمعہ بذریعہ سیٹلائیٹ T.V. تمام دنیا میں سُنا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مُسلم ٹیلی وژن احمدیہ پر ہی نشر ہونے والے اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ ۵ نومبر ۱۹۹۳ء کو سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے ساٹھویں سال کا ایمان افروز اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اب اس کا سالانہ بجٹ پونے پانچ کروڑ روپے سے تجاوز کر چکا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ وَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

بالآخر احبابِ جماعت کی خدمت میں مؤدبانہ عرض ہے کہ سیّدنا حضرت امیر المومنین ایّدہُ اللہ تعالیٰ نے اپنے مذکورہ خطبہ جمعہ میں مختلف ذیلی تنظیموں کے اعتبار سے جو جو ذمّہ داریاں ہم پر ڈالی ہیں، ہمارا فرض ہے کہ تحریکِ جدید کے سلسلہ میں ان ذمّہ داریوں کی طرف خصوصی دھیان دیں۔ ایسی کوشش کے ساتھ جس میں اخلاص ہو اور جو رُوحانی جذبہ سے سرشار ہو اور ایسی دُعا کے ساتھ جو اپنی عاجزی اور گریہ و زاری سے عرشِ الٰہی تک پہنچے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ؎

(منیر احمد خادم)

ریڈیو پر خطبہ جمعہ سُننے والوں کے متعلق ضروری اعلان

لنڈن ۱۲ نومبر۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے اعلان کے مطابق آئندہ سے ریڈیو پر خطبہ جمعہ درجِ ذیل فری کوئنسی پر نشر ہوگا:۔

SHORT WAVE 25 METER BAND
DIGITAL FREQUENCY
11695 KHZ

خطبہ جمعہ

خدا کیلئے خدا کی طرف دوڑو

ہمیں لازماً پہلے مربی آپ اپنے نفوس کا مشاہدہ کرنا ہوگا جہاں غیر اللہ کے بہت سے بت موجود ہیں اور بہت سے جانور چھپے بیٹھے ہیں ان کو توڑ کر فی الفور صاف کرنا ہوگا

جب تک ہم اس مضمون کی گہرائی میں اتر کر خود اپنا مربی بننے کی صلاحیت نہیں پیدا کرتے ہم دنیا کے مربی نہیں بنائے جا سکتے

آپ اپنے نفس کے سچے مربی بن جائیں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ قومیں جو دور ہیں وہ آپ کے قریب کر دی جائیں گی

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ یکم اخاء (اکتوبر) ۱۳۷۲ ہش ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الشوریٰ کی حسب ذیل آیت نمبر ۱۲ کی تلاوت فرمائی۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

پیشتر اس سے کہ میں اس آیت کریمہ کے مضمون پر روشنی ڈالوں اور گزشتہ خطبہ کے تعلق میں مضمون کو آگے بڑھاؤں اجتماعات اور جلسوں سے متعلق ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں یہ رواج کیونکہ اب عام ہوتا جا رہا ہے کہ

خطبوں کا آغاز اجتماعات کے ذکر سے

ہو اس لئے وہ جماعتیں جو اب اجتماعات منعقد کرنے والی ہیں ان کی طرف سے درخواستیں آتی رہتی ہیں اور ہم ان کو جمعہ وار مرتب کر رہے ہیں تاکہ جس حد تک بھی ممکن ہو ان کا ذکر خیر چل پڑے تو ان کو بھی خوشی ہوگی اور وہ محسوس کریں گے کہ ہم بھی گویا اس خطبہ میں موجود ہیں اور حاضر ہیں اور سب دنیا میں ایسے اجتماعات کی تحریک بھی ہوتی رہے گی تو وقت کے لحاظ سے انشاء اللہ جب تک توفیق ہے اس وقت تک یہ ذکر چلتا رہے گا۔

مجلس انصار اللہ ضلع راولپنڈی اور مجالس خدام الاحمدیہ ضلع اوکاڑہ اور ضلع رحیم یار خان کے سالانہ اجتماعات ۳۰ ستمبر سے شروع ہیں اور آج اختتام پذیر ہوں گے یعنی کل سے شروع ہو کر آج ختم ہونے والے ہیں ضلع قصور کی تینوں ذیلی تنظیموں انصار خدام اور لجنہ کے سالانہ اجتماعات آج یکم اکتوبر کو منعقد ہو رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ ماریشس کا جلسہ سالانہ یکم سے تین اکتوبر تک منعقد ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ فرانس اپنا پہلا جلسہ سالانہ دو تین اکتوبر کو منعقد کر رہی ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کا سالانہ اجتماع کل دو کو شروع ہو کر تین اکتوبر تک رہے گا۔

لجنہ ہندوستان کے ماہ اکتوبر میں مختلف صوبوں میں اپنے اپنے صوبائی اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں پہلے ایک مرکزی اجتماع ہوا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ ملک پھیلا ہوا ہے اور بعض علاقوں میں جماعتیں بہت غریب ہیں ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا تھا کہ سب قادیان اکٹھی ہو سکیں۔ قادیان جلسہ سالانہ پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اجتماعات صوبائی صورت اختیار کر گئے ہیں کہ ہر صوبہ کا اجتماع الگ ہوتا ہے تو صدر صاحبہ لجنہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نے لکھا ہے کہ ان سب اجتماعات میں ان کو دعاؤں میں یاد رکھا

جائے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کوریا کا سالانہ اجتماع یکم اور دو اکتوبر کو منعقد ہو رہا ہے کوریا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دو سال سے نئی جماعت قائم ہوئی ہے اور بعض باہمت نوجوانوں نے یہ عہد کر رکھا ہے کہ ہم خود ہی اس جماعت کو قائم کریں گے اور خود ہی مشن کا انتظام کریں گے جو عہد کر کے گئے تھے ان بے چاروں نے پہلے تو بہت خدمت کی مگر مالی حالات نے پھر اجازت نہ دی۔ اب ان کے بدلے کچھ اور خدام وہاں پہنچ گئے ہیں اور جاپان کی مجلس یا جماعت ہر لحاظ سے ان کی سرپرستی کرتی ہے اور ان کی مدد کرتی ہے۔ پس اس اجتماع میں رونق پیدا کرنے کے لئے جماعت جاپان سے بھی آٹھ خدام شرکت کے لئے کوریا تشریف لے گئے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ پیغام تو سب کے لئے پیغام واحد ہی ہے لیکن اس موقعہ پر اتنا یاد کرا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گزشتہ عالمی بیعت کے بعد جو جلسہ یو کے پر ہوئی تھی جماعت میں تبلیغ کا ایک نیا ولولہ پیدا ہو چکا ہے اور ہر جگہ سے یہ خبر مل رہی ہے کہ وہ علاقے جو بیعت کروانے میں پیچھے رہ گئے تھے وہ بڑے جوش اور ولولے کے ساتھ نئے ارادے باندھ رہے ہیں کہ ہم بھی انشاء اللہ آئندہ

سالانہ بیعت میں بھرپور حصہ

لیں گے اور جہاں خدا کے فضل سے کامیابیاں ملی تھیں ان کی طرف سے بعض جگہوں سے تو یہ اطلاع مل رہی ہے کہ ہم دگنا نہیں بلکہ کئی گنا زیادہ پھل حاصل کرنے کی اب کوشش کریں گے اور دو گنا کرنے کے ارادے تو تمام مل رہے ہیں اس لئے ساری جماعت دعاؤں میں بھی شامل ہو اور تمام ذیلی تنظیمیں خصوصیت کے ساتھ اپنے اپنے دائرہ میں بھی کام کریں اور جماعت کے اجتماعی منصوبے میں بھی ان کی مددگار ہوں۔ جہاں جماعت کا اجتماعی منصوبہ چل رہا ہو وہاں ذیلی تنظیموں کا الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کا کوئی حق نہیں رہتا۔ وہاں ہر ذیلی تنظیم کا ممبر خواہ عورت ہو، مرد ہو، بچہ ہو وہ جماعت کی مجموعی حیثیت میں شامل ہو کر فرد جماعت کے طور پر کام کرتا ہے اور جہاں نظام جماعت اجازت دیتا ہے کہ اپنے دائرہ میں کچھ اچھے کام الگ کرو تاکہ خصوصی جوش اور خصوصی توجہ کے ساتھ ایک خاص حلقے میں کام آگے بڑھے تو وہاں یہ بہت ہی مستحسن بات ہے پس مجموعی نظام جماعت کا احترام کرتے ہوئے اپنے دائرہ کار کے اندر جہاں تک آپ کو اجازت اور توفیق ہے آپ بھی اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں اور یاد رکھیں کہ جب ہم پھل کی بات کرتے ہیں تو پھل تو آسمان سے ملتا ہے زمین پر

کوشش ہوتی ہے۔ پس آپ کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوگی جب تک آپ غیر معمولی طور پر دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل نہ مانگیں۔ آسمان ہی سے پانی اُترتا ہے خواہ وہ زمین ہی سے اُٹھتا ہو لیکن صاف شفاف حالت میں بخارات کی صورت میں چڑھتا ہے اور زمین کے گند چھوڑ جاتا ہے یہی حال دعاؤں کا ہے وہ دعائیں ہی ہیں جو آسمان کا پانی بن کر اُترا کرتی ہیں اور وہی دعائیں مقبول ہوتی ہیں جو انسان کی دنیوی آلودگی سے پاک ہو کر خالصتہً للہ بخارات کی شکل میں اُٹھتی ہیں اور وہی ہیں جو آسمان سے اللہ کی رحمتوں کا پانی بن کر برستا ہے اور اسی سے پھل لگتے ہیں۔ پس ضروری ہوا کہ ہم کوششیں تو بہر حال کریں۔ لیکن پھلوں کی توقع اللہ سے رکھیں اور ایسی دعائیں کریں جو آسمان پر مقبول ٹھہریں اور ہم پر اللہ کے فضل بن کر برسیں۔ پس آپ سب کے لئے یہ پیغام واحد ہے۔

اب میں اس مضمون کی طرف واپس آتا ہوں جو گزشتہ خطبہ میں چل رہا تھا۔ میں نے اس آیت کی تلاوت کے بعد کہ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ : ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ : نصیحت کیا ہے؟ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف دوڑو اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ : خدا کے بعد کسی اور کو معبود نہ بنا بیٹھنا۔ خدا کے سوا کسی اور کو معبود نہ بنانا اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ : میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں۔ یہ گزارش کی تھی کہ جوڑے تو دنیا میں بہت ہیں۔ خدا کے سوا ہر چیز جوڑا جوڑا ہے۔ لیکن اللہ کے ساتھ انسانی روح کا جو تعلق ہے وہ خدا تعالیٰ سے آخری جوڑ ہے اس مضمون کے تعلق سے اب میں نے ایک ایسی آیت کی تلاوت کی ہے جو اسی مضمون پر روشنی ڈالتی ہے اور ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتی ہے۔ جوڑے کے مضمون میں خدا تعالیٰ کی طرف دوڑنے سے کسی کو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک اللہ ہمارا جوڑا ہے خدا سے جوڑ ہونا اور بات ہے لیکن خدا کا جوڑا ہونا بالکل اور بات ہے چنانچہ یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ جوڑے کا مضمون بیان کر کے اس وہم کو دور فرماتی ہے کہ خدا کا کبھی کوئی جوڑا ہو سکتا ہے فرمایا فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اس نے تمہارے جوڑے تم ہی میں سے پیدا کئے ہیں۔

جوڑوں کا مضمون

ایک ہی قسم کے نفوس سے باہم تعلق ہو جاتا ہے جب نفوس ایک ذات سے تعلق رکھتے ہوں تو جوڑے بن سکتے ہیں ورنہ کوئی جوڑا نہیں بن سکتا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرماتا ہے کہ

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ

کہ خدا کا بیٹا ہو کیسے سکتا ہے وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ اس کی کوئی صاحبہ نہیں ہے پس جہاں بیٹے کا مفہوم ہوگا وہاں صاحبہ کا مفہوم بھی آ جائے گا جہاں جوڑے کا مفہوم ہوگا وہاں مذکر اور مؤنث کا مضمون بھی ذہن میں آ جاتا ہے۔ ایک جوڑے کی ایک قسم اور ایک جوڑے کی دوسری قسم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے نفوس میں سے تمہیں جوڑے بنایا يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ تاکہ وہ تمہاری پرورش کا انتظام کرے تمہاری نشوونما کا انتظام کرے۔ بیج سے جس طرح ان صفات کی پرورش ہوتی ہے جن کو بیج لئے ہوئے ہوتا ہے اور اس نوع کے پودوں کی نشو ونما ہوتی ہے جس سے وہ بیج بنتا ہے جہاں تک خدا کی ذات کا تعلق ہے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس جیسی کوئی چیز نہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس جیسی کوئی چیز نہیں تو پھر خدا فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ کا حکم کیوں دیتا ہے اور دوسری جگہ اس مضمون کو اور آگے بڑھاتے ہوئے فرماتا ہے کہ

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (سورہ الروم: آیت ۳۱)

کہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔ ناس کو پیدا فرمایا ہے ایک طرف یہ بیان کہ خدا جیسا کوئی نہیں اور دوسری طرف یہ بیان کہ خدا نے اپنی فطرت پر سب کو پیدا کیا ہے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے بعض احادیث بھی آپ کے سامنے رکھوں گا لیکن میں بنیادی طور پر یہ تضاد دور کر دینا چاہتا ہوں جو بعض ذہنوں میں خلش پیدا کر سکتا ہے کہ یہاں کچھ کہا جا رہا ہے وہاں کچھ کہا جا رہا ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ تم سب جوڑے جوڑے ہو پس اللہ کی طرف دوڑو حالانکہ انسان تو اپنے جوڑے کی طرف دوڑا کرتا ہے تو کیا بات ہے جب اس کا جوڑا ہی کوئی نہیں تو اس کی طرف کوئی دوڑے ہی کیوں؟ پھر دوسری جگہ فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ : اس جیسی تو کوئی مثل نہیں جب اس جیسی مثل ہی کوئی نہیں تو غیر مثل کا اس سے جوڑ کیا ہوا اور پھر فرمایا کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اللہ کی فطرت ہے اللہ کا مزاج ہے جس پر خدا تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے "فطرۃ اللہ" والی جو یہ آیت ہے اس نے کئی ذہنوں میں خلش پیدا کی اور کئی ترجمہ کرنے والوں نے اس کے مختلف ترجمے کئے تاکہ اس تصور سے نجات پالیں کہ گویا خدا نے کسی کو واقعتہً اپنی فطرت پر پیدا کیا اور ترجموں کی یہ کوشش عربی کے دائرے کے اندر رہی ہے اس کے مخالف نہیں رہی یعنی عربی اجازت دیتی ہے کہ ایسے ترجمے کئے جائیں کہ جن سے یہ ظاہر نہ ہو کہ خدا کی فطرت پر انسان کو پیدا فرمایا گیا ہے بلکہ یہ ترجمہ کیا جائے کہ وہ فطرت جو اللہ نے پیدا کی ہے یعنی دنیا میں جس کو نیچر کہتے ہیں جو خدا نے پیدا فرمائی ہے اس پر انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے غلط نہیں ہے کیونکہ عربی الفاظ اس کے متحمل ہیں لیکن میں آپ کو نمایاں طور پر جو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ترجمہ بھی درست بلکہ اوّل ہے کہ اللہ نے اپنی فطرت پر انسان کو پیدا فرمایا ہے لیکن اس کا مطلب کیا ہے۔ پھر لَيْسَ كَمِثْلِهٖ والا مضمون کہاں چلا گیا۔

بات یہ ہے کہ ہر

خالق کی اپنی تخلیق پر ایک چھاپ

ہوتی ہے اور ناممکن ہے کہ خالق کی فطرت کی چھاپ اس کی تخلیق پر نہ ہو ایک مصوّر ہے وہ ایک بہت خوبصورت تصویر بناتا ہے یا بھدی تصویر بناتا ہے جیسی بھی تصویر بناتا ہو اس مصوّر کا جو اندرونی مزاج ہے اس کے تصوّر کا منتہیٰ کہ وہ کیا چاہتا ہے وہ سب چیزیں کسی نہ کسی نامکمل حالت میں اس کی تصویر میں ضرور ظاہر ہوتی ہیں اور اگر وہ فن میں کامل ہو تو کامل طور پر اس کی چھاپ ہو جائے گی۔ تبھی جو ماہرین ہیں وہ قیمتی پینٹنگز کو ان کی طرز سے پہچانتے ہیں دنیا میں بڑے بڑے دھوکہ دینے والے ایسے شخص پیدا ہوئے ہیں جن کو خدا نے تصویروں کی نقل اُتارنے کا فن بخشا ہے کچھ عرصہ پہلے امریکہ میں ایک مقدمہ چلا تھا کہ ایک شخص نہایت چوٹی کے مصوّروں کی تصویروں کی ایسی عمدہ نقل اُتارتا تھا کہ کوئی عام آدمی پہچان نہیں سکتا تھا خواہ اُسے اس فن سے کیسا ہی تعلق ہو وہ کافی قیمت وصول کرتا تھا وہ تصویریں جب پکڑی گئیں تو اس پر بڑا بھاری مقدمہ چلا کہ یہ دھوکا دے کر لوگوں سے پیسے وصول کرتا ہے حالانکہ تصویریں وہ خود بنا رہا ہے اور یہ چوٹی کے بڑے بڑے مصوّر جن کی تصویروں کی نقل اُتاری گئی ہے اُن پر یا اُن تصویروں کے مالکوں پر ظلم ہے آخر پر اس کے حق میں فیصلہ اس لئے ہوا کہ اس کے نیچے وہ اس مصوّر کے دستخط نہیں کرتا تھا اس کے نیچے پر اپنے دستخط کیا کرتا تھا اور قیمت وہ وصول کرتا تھا جو اس اصل تصویر کا ہو ہی نہیں سکتی اگر اصل تصویر کی قیمت کے لگ بھگ یا برابر وصول کرتا تو پھر تو اس کا فراڈ ثابت ہو جاتا لیکن عام نقال سے زیادہ اور اصل سے کم کرتا تھا۔ چنانچہ عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ لیکن پہچانا کیسے گیا؟ اس طرح کہ جو چوٹی کے ماہرین ہیں وہ ہر مصوّر کا مزاج الگ سمجھتے ہیں کہ وہ تصویر سے مصوّر کا مزاج پہچانتے ہیں اور ان کی نظر میں مصوّر کا مزاج اتنا واضح پہچانا جاتا ہے کہ وہ صاف بتا سکتے

ہیں کہ یہ تصویر فلاں کے سوا اور کسی کی ہو ہی نہیں سکتی یا یہ تصویر اس کی نہیں ہو سکتی۔ کبھی؟ اور کیا ہو گی تو یہ ایسے نامکمل مصوروں کا ذکر مل رہا ہے جو اپنی خواہش کو اپنی تصویر میں تمام تر پیش کر ہی نہیں سکتے کیونکہ انسانی کمزوریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔

ایک دفعہ میں نے ذکر کیا تھا کہ ایک مصوّر کو فرانس کے ایک بادشاہ نے ایک تصویر بنانے کیلئے حکم دیا جو چھت کے اوپر تصویر بنا رہا تھا اس نے بہت لمبی عمر اس میں گزار دی وہ تصویر بنی ہوئی آج تک موجود ہے اور دنیا کے عظیم شاہکاروں میں سے ہے۔ میں نے بھی وہ دیکھی ہے حیرت انگیز کام ہے۔ انسان یقین نہیں کر سکتا کہ کسی نے تقریباً ایک عمر کی محنت میں کسی بڑی جگہ پر کھڑے ہو کر جس طرح کہ مزدور اپنے کام کے لئے بناتے ہیں یوں اُلٹا سر اوپر اُٹھا کر وہ تصویریں بنائی ہیں لیکن سب کچھ بنانے کے بعد جب اُس نے ایک عمومی نظر سے اس تصویر کو دیکھا تو جو اس کی آرزو تھی وہ نہیں تھی اور اپنی ناکامی کے غم میں اسی جگہ سے چھلانگ لگا کر اس نے خودکشی کر لی تو جو کم نظر لوگ ہیں اُن کو بعض دفعہ تصویریں بہت ہی خوبصورت اور اعلیٰ دکھائی دیتی ہیں لیکن مصوّر جو صاحب فن ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے دل کی اصل تمنا ظاہر نہیں ہوئی اسی طرح شعروں کا حال ہے۔ بعض شعروں پر بڑے لوگ داد دے رہے ہوتے ہیں لیکن شاعر جانتا ہے کہ جو میں کہنا چاہتا تھا کہہ نہیں سکا۔ غالب کے متعلق آتا ہے کہ اس نے اپنے دیوان کے اتنے حصے ضائع کئے ہیں کہ اگر وہ سارے محفوظ ہوتے تو بہت ضخیم کتاب بنتی لیکن نہ صرف یہ کہ وہ ہر شعر پر بار بار محنت کرتا تھا بلکہ جو چاہتا تھا سمجھتا تھا کہ میں وہ ادا نہیں کر سکا۔ اس لئے جو اس نے کہا اس میں سے بہت سا حصہ اس نے ناراض ہو کر ضائع کر دیا کہ اس لائق نہیں ہے کہ دنیا کے سامنے پیش کروں۔

پس ہر مصوّر کا ایک نقش ہے جو اس کی تصویر پر چھپ جاتا ہے ہر شاعر کا ایک نقش ہے جو اس کے شعروں میں مضمون بن کر داخل ہو جاتا ہے اس شعر کی فطرت بن جاتا ہے اور وہ شاعر ہی کی فطرت ہے جو شعر کی فطرت ہو جاتی ہے لیکن اللہ تو صناعی میں اور اپنے مضمون کو بیان کرنے میں اور اپنی تخلیق میں درجہ کمال رکھتا ہے اس سے اوپر کا درجہ ہو نہیں سکتا۔ الخلّاق العظیم ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ خدا نے اپنی فطرت انسان پر نقش نہیں کی یا نہیں کر سکا یہ غلط ہے لیکن درجہ کمال تک وہ فطرت نقش ہو چکی ہو تب بھی خالق اور ہے اور مخلوق اور ہے کسی شعر کو آپ شاعر نہیں کہہ سکتے اس جیسا ہے ہی نہیں یعنی اس جیسا ہوتے ہوئے بھی ویسا نہیں ہے کتنی عظیم تصویر ہی کیوں نہ ہو مگر اس تصویر کو آپ مصوّر نہیں کہہ سکتے۔ تصویر تصویر رہے گی مصوّر مصوّر رہے گا حالانکہ مصوّر کا اندرونہ اس کی فطرت اس کا مزاج اس کی بلند اور نازک خیالی یہ سب چیزیں اس تصویر میں موجود ہوتی ہیں اسی طرح شعر کا حال ہے تو خالق ہمیشہ اپنی مخلوق سے الگ رہے گا اور خالق کی مخلوق خواہ کیسے ہی درجہ کمال تک نہ پہنچی ہو وہ خالق نہیں کہلا سکتی یا خالق کی مثل بھی نہیں کہلا سکتی۔ آپ کبھی کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تصویر تو فلاں مشہور مصوّر کی مثل ہے تو لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ کا مضمون متضاد نہیں ہے بلکہ یہ توجہ دلا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو فطرت پیدا فرمائی ہے اور انسان کو جس فطرت پر پیدا فرمایا ہے وہ اس میں اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ چمک بھی اٹھے گی تب بھی وہ خالق کا شریک نہیں ہو سکتا چنانچہ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا کی بہترین مثال حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ وہ فطرت وہ ہے جو اللہ کے نور کے ساتھ چمکی ہے اور پہلے ہی اتنی روشن تھی کہ

قرآن گواہی دیتا ہے

کہ اگر آسمان سے نور کا شعلہ نہ بھی اُترتا تو تب بھی اس نے بھڑک اُٹھنا تھا یعنی اپنی ذات میں چمک اٹھنے کے لئے تیار تھی کیونکہ بالکل شفاف تھی اور اگر شفاف تھی تو پھر اللہ کی فطرت پر تھی اللہ کا جلوہ اس میں دکھائی دینا چاہیئے تھا۔ پس نبوت سے پہلے بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں اللہ کا جلوہ ان آنکھوں کو جو دیکھ سکتی تھیں نمایاں طور پر دکھائی دیتا تھا لیکن جب آسمان سے الہام کا نور اترا ہے تو فرمایا کہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔ ایک نور دوسرے نور میں مدغم ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی نور کا اتصال ہے جو اس نے پیدا فرمایا تھا اور یہاں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا مضمون ایک اور شان کے ساتھ صادق آتا ہے لوگ تو مرنے کے بعد خدا کی طرف واپس جانے کا سوچتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسی لمحہ خدا سے جا ملے تھے جب نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا مضمون آپ کے حق میں بیان فرمایا گیا۔ لیکن خدا نہیں تھے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اللہ جیسا کوئی نہیں اسی نورِ مجسم کو فرمایا کہ یہ اعلان کر دے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

تجھے دیکھ کر یہ تعجب میں مبتلا ہوں گے جو تجھے قریب سے جانتے ہیں وہ حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ خدا کا ایسا کامل مظہر اس سے پہلے کبھی دکھائی نہیں دیا۔ نہ سوچا جا سکتا ہے ان سب کے سامنے یہ اعلان کر کہ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

ان سب باتوں کے باوجود میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہی ہوں اس سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ: ہاں ایسا بشر ہوں جس پر وحی نازل ہو رہی ہے اور اس وحی کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا اِلٰہ ایک ہی ہے اور کوئی اِلٰہ نہیں پس خدا تعالیٰ کا اپنی مثل پیدا کرنے کا تو سوال ہی نہیں لیکن اپنی فطرت پر پیدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ آخری اتصال کے لئے الٰہی صفات حاصل کرنے کی صلاحیت بندوں میں رکھ دی ہے کیونکہ اس کے بغیر محبت کا اتصال ہو ہی نہیں سکتا یہ وجہ ہے کہ

خدا تعالیٰ انسان کا آخری جوڑ ہے

جس طرح ایک قطرہ سمندر میں ڈوب کر سمندر میں داخل ہو جاتا ہے مگر سمندر قطرے کا جوڑ نہیں ہے لیکن فرق یہ ہے کہ قطرہ سمندر کا مثل ضرور ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ میرا مثل کبھی نہیں ہے۔ کوئی میرا مثل نہیں ہے لیکن بندے میں میں نے اپنی صفات کو اختیار کرنے کی صلاحیت، وہ رنگ اختیار کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ پس غیر ہوتے ہوئے، خدا جیسا نہ ہوتے ہوئے بھی وہ خدا تعالیٰ کا رنگ اختیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ معنی ہے اللہ کی فطرت پر بندے کو پیدا کرنا اور ان معنوں میں جس نے ایسی عظیم صلاحیت حاصل کی کہ وہ اپنی ذات کو بالکل مٹا دیا اور کلیۃً الٰہی صفات میں رنگا گیا اس کو انتہا کے طور پر دنیا کو سمجھانے کے لئے یہ اعلان کرنے پر مامور فرمایا گیا کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ: ان سب رنگوں کے باوجود جو تم مجھ میں خدا کے رنگ دیکھتے ہو میں ایک بشر ہوں بشر سے زیادہ میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ بات توجہ کے لائق ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے اپنی فطرت پر انسان کو پیدا نہ کیا ہوتا تو انسان کے لئے خدا تعالیٰ سے محبت کرنے کا کوئی سوال باقی نہ رہتا۔ محبت کے لئے کچھ ایسی اقدار کی ضرورت ہوتی ہے جو دونوں میں مشترک ہوں اقدار کے مشترک ہونے کا مضمون بڑا گہرا اور باریک ہے۔ یہ مُراد نہیں ہے کہ صرف ایک خوبصورت آدمی ایک خوبصورت چیز سے محبت کر سکتا ہے لیکن اس کی فطرت کے اندر حُسن کا ایک تصور موجود ہے اور ہر شخص کا حسن کا تصور الگ الگ ہے جہاں وہ اپنے حُسن کے تصور کو واقعۃً مشہود کی صورت میں دیکھتا ہے کہ اس کا مشاہدہ کیا جا

سکتا ہے۔ ایک وجود کی صورت میں ڈھلا ہوا دیکھتا ہے تو وہاں اس کا اس وجود پر عاشق ہونا ایک طبعی امر ہے اور ایسا امر ہے جس پر اس کا اختیار ہی کوئی نہیں رہتا۔ ناممکن ہو جاتا ہے کہ اس کی محبت میں وہ مبتلا نہ ہو لیکن ضروری نہیں کہ اس کا مثل ہو۔ غیر مثل ہوتے ہوئے محبت کرتا ہے ایسے ایسے خوفناک انسانوں کو ایسے ایسے خوبصورت وجود وں سے محبت ہو جاتی ہے کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان کے درمیان کوئی قدر مشترک ہو گی لیکن ہو جاتی ہے۔

پیرس میں ایک چرچ نوٹرے ڈام (NOTRE DAME) ہے یعنی MY LADY کا چرچ اس کا نام ہے ہماری لیڈی اس کے اوپر فرانس کے ایک ناول نگار نے ایک ناول لکھی ہے جس کا نام ہے "ہنچ بیک آف نوٹرے ڈام یا نوٹر ڈیم" (HUNCH BACK OF NOTREDAME) میں نے انگلش میں اس کا ترجمہ پڑھا تھا۔ مطلب ہے نوٹرڈیم کا کبڑا اس میں کہانی یہ بیان کی گئی ہے کہ اس چرچ میں ایک خادم تھا جو کبڑا تھا اس کو ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہے جو ہر لحاظ سے اپنے حسن میں اپنی سیرت میں کامل ہے۔ زمانہ گیا حضرت MARRY کے تصور کی کوئی لڑکی ہے یا اس سے ملتا جلتا کوئی مضمون ہوگا اور یہ شخص بے چارہ نہایت ہی بھیانک خوفناک قسم کا کبڑا جس کے جسم کے سارے اعضاء ایک دوسرے سے الگ ہیں یعنی ایک عضو کو دوسرے سے مناسبت نہیں ہے۔ اور اس کا عشق درجۂ کمال تک پہنچا ہوا ہے۔ یہ کتاب چونکہ ایک خاص نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے لکھی گئی تھی اس لئے اس کا شمار عام ناولوں میں نہیں ہوتا بلکہ اس کو ناولوں کی دنیا میں اس وجہ سے ایک غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے کہ انسانی فطرت پر گہری نظر رکھتے ہوئے اس نے عاشق اور معشوق کا ایک موازنہ کیا ہے اور غور کرنے والے کے لئے اس میں بہت مواقع ہیں کہ محبت کے مضمون کو سمجھ سکے۔ پس وہاں کیا جوڑ ہے کہاں لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَيْءٌ میں جو مضمون ہے وہ کسی حد تک یہاں بھی مل رہا ہے لیکن جب قرآن کہتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَيْءٌ تو وہاں اس کبڑے کو حضرت مریم کے حسن سے جو مناسبت تھی اس سے بہت زیادہ، اتنی زیادہ دوری پیدا ہو جاتی ہے کہ آدمی اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا گو بڑے ایک کیڑے کو انسان سے کیسے محبت ہو سکتی ہے۔ مناسبت کوئی نہیں لگتی لیکن انسان اس کا خالق نہیں ہے اس لئے قدر مشترک نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر خلق میں اپنی کوئی چھاپ رکھی ہے اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے اس کو اپنی فطرت پر پیدا فرمایا ہے اس کو اپنی صفات کے مشابہ ایسی صفات سب سے زیادہ دیں کہ ان صفات سے محبت کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے۔ پس حسن کا وہ مبہم تصور جو اس کبڑے کے دل میں تھا وہ قدر مشترک تھی لیکن مماثلت کوئی نہیں تھی۔ وہاں وہ حسن ایک خوبصورت پیکر کی صورت میں جلوہ گر تھا۔ یہاں یہ حسن ایک مبہم موہوم تصور کی صورت میں دل کے اندر بیٹھا ہوا ہے جما ہوا ہے، فطرت کا نقش بنا ہوا ہے۔ اسی مضمون پر غور کرتے ہوئے پرانے فلسفیوں نے حسن کی ایک یہ بھی تعریف کی ہے کہ حسن اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان واضح طور پر جانتا تو نہیں کہ کیا ہے لیکن یہ جانتا ہے یعنی اس کی فطرت میں یہ بات نقش ہے کہ

اللہ کے قریب جو چیز ہے وہ حسین ہے

اور جو اللہ سے دور ہے وہ بدصورت ہے

پس خدا کے تصور کا حسن کے تصور کے ساتھ جو جوڑ ہے وہ انہی معنوں میں جوڑ ہے کہ خدا کا مثل تو نہیں لیکن ایک جوڑ ہے۔ یہ وہی جوڑ ہے جو انسانی فطرت میں موجود ہے اور ان معنوں میں ہی فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ کا حکم ہے فرمایا گیا ہے جو دوں کے ساتھ تمہارا تعلق ہو جائے گا تمہاری محبتیں بھی ہیں لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا تک فرمایا۔ بیوی تمہارے لئے پیدا کی گئی اس لئے کہ تم اس سے سکینت حاصل کرو لیکن اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا

ملہ صحیح تلفظ اس کا یہ ہے کہ R سے زیادہ "غ" فرنچ میں پڑھا جاتا ہے اور "ٹ" "ت" پڑھی جاتی ہے۔

جہاں تک طمانیت کا تعلق ہے فرمایا: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اللہ کے ذکر کے سوا تمہیں طمانیت نصیب نہیں ہو گی۔ بیوی سے وقتی سکون مل جایا کرے گا۔ تھکاوٹ دور ہو جایا کرے گی لیکن وہ طمانیت جو حسن کامل تک پہنچنے سے آخری صورت میں نصیب ہو سکتی ہے جس کا ایک نقش تمہاری فطرت میں موجود ہے اس کی تمہیں تلاش ہے لیکن پتہ نہیں کہ وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کی طرف دوڑو۔ خدا تعالیٰ کا رسول تمہارے سامنے اعلان کر رہا ہے کہ اس کے سوا تمہیں کہیں طمانیت نہیں ملنی اگر جوڑوں کے ساتھ اس طرح دل لگا کر بیٹھ رہو گے کہ وہی تمہاری خواہشات کا آخری مرجع بن جائیں گے یعنی انہی کی طرف خواہشات لوٹیں گی اور وہیں کھڑی ہو جائیں گی تو پھر تم ناکام رہو گے تمہیں کبھی حقیقی اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا پس اللہ کے ساتھ جو انسان کا تصور وابستہ ہے وہ دراصل اسی قسم کا محبت کا تعلق ہے، جس شخص سے یا جس چیز سے انسان حقیقت میں زیادہ محبت کرنے لگتا ہے وہی اس کا معبود بن جاتی ہے چنانچہ قرآن کریم نے ہمیں اس سلسلہ میں بھی متنبہ فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی طرح نہ بنا جو اپنی ہواؤں کو الٰہ بنا لیتے ہیں اپنے دل کی خواہشات کی پرستش شروع کر دیتے ہیں کیونکہ خواہش کا انسان کے ساتھ عاشق اور معشوق کا سا جوڑ ہوتا ہے اور جتنی زیادہ خواہش بڑھے اتنی زیادہ اس کو حاصل کرنے کی تمنا بڑھ جاتی ہے تو ہر شخص کے دل میں جو بت ہیں وہ ضروری نہیں کہ مجسم بت ہوں۔ تمنائیں بت بن جاتی ہیں اور ان کے حصول کے لئے بعض دفعہ اتنی شدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور ان کی کشش کی اتنی شدت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کے بغیر انسان کو چین نہیں آتا یہ بات بالآخر انسان کو شرک تک پہنچا دیتی ہے فرمایا کہ دیکھو تم اپنی تمناؤں کی عبادت نہ کرنے لگ جانا تبتل الی اللہ کا مضمون اس مضمون سے تعلق رکھتا ہے قرآن جب کہتا ہے کہ اللہ کی طرف تبتل اختیار کرو قرآن جب کہتا ہے کہ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اللہ کی طرف فرار اختیار کرو تو اس کو سمجھنا چاہیئے کہ کس چیز سے کس طرف فرار ہے۔ اللہ کا وجود تو ہر جگہ ہے جس طرف آپ منہ پھیریں گے وہاں خدا دکھائی دے گا تو پھر فرار کیا؟ کہاں سے؟ کس طرف فرار؟

اس مضمون میں ایک اور آیت جو پوری نہیں پڑھی گئی یہ بھی ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳۹) کہ اللہ کا ایک رنگ ہے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً: اللہ سے زیادہ بہتر اللہ سے حسین تر رنگ اور کس کا ہو سکتا ہے وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ہم تو اسی کی عبادت کریں گے اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ یہاں بھی مفسرین نے اور مترجمین نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ اللہ کی طرف رنگ منسوب نہ کریں جبکہ قرآن کر رہا ہے ان کی نیک نیت یہ ہوتی ہے کہ کوئی عام آدمی غلطی سے یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ خدا بھی کوئی رنگدار چیز ہے اور اس رنگ کو پکڑو حالانکہ عام انسان روزمرہ کے محاورے میں رنگ کا مضمون سمجھتا ہے اس سے مراد اس کی

فطرت کے نقوش

ہر اس کی ادائیں ہیں اس کی اپنی شخصیت کا ایک رنگ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہاں صبغۃ کا ترجمہ دین کیا ہے تاکہ عامۃ الناس اس مضمون کو سمجھ لیں۔ دین بھی دراصل انسانی صفات کے مجموعہ کو کہا جا سکتا ہے اس کا اسلوب اس کا مسلک یہ سب دین کہلاتا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ نے وہ لفظ چنا ہے جو رنگ کے قریب ترین ہے لیکن سیدھی صاف بات جو دکھائی دے رہی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کچھ مزاج ہے اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اس مزاج سے حسین تر کوئی مزاج نہیں ان صفات سے زیادہ دلکش اور کوئی صفات نہیں ہیں ان کو اختیار کرو۔ ان کو اختیار کرو گے تو پھر تم جس بناء پر جس رنگ میں تمہاری تخلیق فرمائی گئی ہے تم اس

تخلیق کے درجہ کہاں کو پہنچ جاؤ گے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر انسان کو فطرت پر پیدا فرمایا گیا ہے لیکن ہر انسان میں الٰہی رنگ دکھائی نہیں دے رہے۔ اس لیے کہ یہاں اس فطرت کے اندر جو نقوش ہیں وہ ابھی چاہیئے ہیں کہ ان میں رنگ بھرے جائیں۔ بعض بچوں کی ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن میں بظاہر صفحہ خالی ہوتا ہے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن جب بچے ان پر مختلف رنگوں کی پنسلیں پھیرتے ہیں تو اندر سے نقوش اٹھنے لگتے ہیں اور دیکھتے دیکھتے وہ تصویر ابھر آتی ہے۔ بچپن میں مجھے یاد ہے حضرت مصلح موعودؓ غالباً بمبئی سے یا کسی سفر سے ایسی کتابیں بچوں کے لیے لے آئے تھے اور ہم بہت حیران ہوا کرتے تھے کہ خالی صفحہ ہے مگر ایک خاص پنسل تھی جس کو اس پر بار بار پھیرنا پڑتا تھا اور پنسل کے پھیرتے پھیرتے اندر سے نقوش ابھر رہے ہوتے تھے اور بڑے خوبصورت نقوش ابھر آتے تھے تو یہ مراد ہے کہ تمہاری فطرت میں خدا کا نقش ہے تو سہی لیکن تمہاری نظر سے اوجھل ہے غائب ہے۔ وہ تمہارے لیے مٹ سا گیا ہے اور کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔ تم باشعور طور پر اللہ کے رنگ اس میں بھرو اور جب خدا کے رنگ بھرو گے تو اس فطرت میں سے ایک الٰہی نور نکلے گا۔ خدا کی شکل تو کوئی نہیں لیکن اس کی صفاتِ حسنہ اس کے وجود کو تشخص کرتی ہیں۔ پس وہ صفات حسنہ تمہاری ذات میں اس طرح ظاہر ہوں گی کہ تم مظہر خدا بن جاؤ گے۔ تمہارے اندر خدا دکھائی دینے لگے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے عشق میں جو مضمون سب سے زیادہ بیان فرمایا وہ یہی ہے۔ کہ میں اس کو خدا تو نہیں کہہ سکتا مگر خدا نما ضرور تھا۔ ایسا خدا نما کہ کبھی ایسا اور خدا نما آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ نہ پیدا ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ خدا نما تبھی ہو سکتا ہے کہ اگر خدا کی شکل اس میں دکھائی دے یعنی ان معنوں میں شکل جو میں بیان کر چکا ہوں۔ خدا کے رنگ اس میں دکھائی دیں۔ خدا کی فطرت اس میں دکھائی دے۔ یہ مضمون واضح ہونے کے بعد اب میں وہ حدیث پڑھتا ہوں جس کا میں نے ذکر کیا تھا اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے واضح الفاظ میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ۔

(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

اور اسی طرح وہ جو اشتباہ تھا وہ دور فرما دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کی فطرت پر پیدا ہو۔ "عَلٰی صُوْرَتِہٖ" کا تو پھر اور مطلب نکلتا ہی نہیں۔ جو خدا کی صورت ہے اس پہ پیدا فرمایا ہے اور اللہ کی صورت کیا ہے؟

اللہ کی صورت صفاتِ حسنہ ہیں

اس کے سوا اس کی کسی صورت کا کسی کو علم نہیں ہے تو یہاں جو ہمارے ہاں سیرت کہلاتی ہے اللہ کے ہاں وہی صورت بن گئی ہے کیونکہ وہ لطیف تر وجود ہے۔ ہر لطیف وجود کا جسم بھی دوسروں کے مقابل پر لطیف ہوتا ہے تو خدا کا چونکہ جسم کوئی نہیں ہے اس لیے اس کی صورت صفات کی صورت میں ہے اور مرنے کے بعد ہماری روح کی بھی صورت صفات کی صورت بن جائے گی اور وہ کیا ہوگی۔ ہم ابھی اس کا تصور نہیں کر سکتے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں علم نہیں ہو سکتا کہ تم کس صورت میں اٹھائے جاؤ گے۔

وَنُنْشِئَكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ

(سورۃ الواقعۃ: آیت ۶۲)

ہم تمہیں ایسی صورت میں اٹھائیں گے کہ تمہیں تصور ہی کوئی نہیں۔ تمہیں علم ہی کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس یہ جو مولویوں کا واہمہ ہے کہ جنت کے ایک پیڑ کے نیچے حلوے کے ایک ڈھیر کے اوپر ہم بیٹھے حلوے کھا رہے ہوں گے یہ جاہلانہ تصور ہیں۔ ان کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں وہ تمثیلات ہیں ہمیں بتانے کے لیے کہ بہت اچھی چیزیں ہیں لیکن حقیقت میں ہماری جو موجودہ صورتیں ہیں وہ غائب ہو چکی ہوں گی۔ مٹی، مٹی میں مل جائے گی سیرت سے ایک صورت نکلے گی۔ یہاں خدا کی صورت سے مراد ظاہری صورت نہیں بلکہ سیرت ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ حدیث قدسی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ آدم کو میں نے اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یہاں جسم مراد نہیں ہے بلکہ آدم کی سیرت ہے جو مذکور ہے اور اس پہلو سے اس بات کو مزید تقویت ملی کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی فطرت کے رنگ ہیں۔ پھر یہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات میں خیال رکھتا ہے۔ یہاں لفظ عیال اس لیے استعمال فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کا یہ زعم غلط ثابت ہو جائے کہ خدا ان کو بصورت خاص ایسا پیار کرتا ہے کہ کسی اور انسان سے ممکن ہی نہیں۔ اگر یہ مضمون بیان نہ کرنا ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم اس خیال سے کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو جائے خدا کی ذات سے تعلق میں عیال کا لفظ استعمال نہ فرماتے۔ بنی اسرائیل کو CHILDREN OF ISRAEL کہا جاتا ہے اور اس پر وہ بڑا فخر کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی اللہ کے بچے ہیں اور کوئی نہیں تو ساری مخلوق کو عیال اللہ فرما دیا اور اس میں کمال یہ ہے کہ مخلوق کا لفظ استعمال فرمایا ہے انسان کا نہیں تاکہ انسان کو بھی یہ گمان نہ ہو کہ میں ہی زیادہ پیارا ہوں۔ پیارا وہی ہوگا جو خدا کے قریب ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم نے یہی مضمون ساتھ بیان فرما دیا۔

فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ

خدا کے نزدیک سب سے اچھی مخلوق وہ ہے جو اس کی مخلوق کی قدر دان ہو۔ اس کے لیے خیر پیدا کرنے والی ہو اس کی بھلائی چاہتا ہو۔ پس عیال کا معنی بھی سمجھ آ گیا کہ نعوذ باللہ ظاہری اولاد مراد نہیں۔ اس مضمون کا کسی معنوں میں بھی اس سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے مگر پیاری ہے اور خالق کو اپنی ہر خلیقت سے ایک پیار ہوتا ہے۔ وہ پیار ہے جو یہاں بیان ہوا ہے اور یہ بھی روشنی ڈال دی گئی کہ ماں کو اپنے بچوں سے کیوں پیار ہوتا ہے۔ ماں اپنے عیال سے اس لیے پیار کرتی ہے کہ وہ اپنے جیسے کچھ وجود پیدا کرتی ہے۔ ان وجودوں پر ماں کی چھاپ ہوتی ہے اور ان سے اس چھاپ کی وجہ سے اس کا گہرا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تو کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ناممکن ہے کہ خالق کسی چیز کو پیدا کرے اور اس کی خالقیت کا کوئی نقش اس پیدا شدہ چیز پر نہ ہو۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہیں تھوڑا ہوگا کہیں زیادہ ہوگا۔ ان میں سے بہترین کونسی ہے حالانکہ سب چیزیں اللہ کی پیدا کردہ ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ہر چیز پر خدا کا بہر حال ایک نقش ضرور ایسا ہے جو خدا سے تعلق کے لیے اس کو ایک رابطے کا کام دیتا ہے خواہ اس کی دوسری شکلیں خدا سے ظاہری طور پر کوئی بھی تعلق نہ رکھتی ہوں۔ اب انسان ہے۔ انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں بھی ہیں ان سے تو خدا کا تعلق نہیں۔ وہ تو خدا تعالیٰ کی چھاپ نہیں ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی چھاپ کا عدم ہیں۔ پس خدا کی ساری مخلوقات میں کچھ مثبت پہلو ہیں جو خدا تعالیٰ کے

نقش کی یاد کراتے ہیں۔ یہاں اللہ کا نقش دکھائی دیتا ہے۔ کچھ منفی پہلو ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات سے ہٹنے کے نتیجہ میں یا دور ہونے کے نتیجہ میں اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

پس انسان خدا کی فطرت پر پیدا ہوا ہے

اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ ہر انسان اسی طرح حسین ہے جیسے ایک خالق کی ہر تخلیق ویسی ہی ہوگی۔ خالق نے تو ٹھیک تخلیق بنائی لیکن اس کی تخلیق کے رنگ قائم رکھنے میں ہر ایک نے الگ الگ سلوک کیا ہے اگر ایک اچھے آرٹسٹ کی تصویر آپ دیکھیں جو خواہ سینکڑوں سال پرانی ہو اس سے طبیعت کے اوپر اس کی صلاحیتوں کا، اس کی اعلیٰ قدروں کا، اس کے ذہن کے اندر حسن کا جو تصور ہے اس کا بہت اچھا اور گہرا اثر پڑتا ہے لیکن اگر اس تصویر پر کوئی بچہ سیاہی پھیر دے یا کوئی جاہل اس کے اندر رخنہ ڈال دے تو اس تصویر کی قیمت ہی کوئی نہیں رہتی۔ جن تصویروں میں ایسا نقص پیدا ہو جاتا ہے وہ آرٹ کی اعلیٰ قابل قدر چیز سے نکل ہی جایا کرتی ہیں۔ اگر ہر نقش کو بگاڑ دیا جائے تو پھر اس کا کیا بنے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی فطرت پر پیدا کیا لیکن ہم نے اس فطرت کی حفاظت نہیں کی۔ انسان اس وقت اس فطرت کے قریب تر ہوتا ہے جب وہ معصوم ہو اور اسی لئے بچے کے متعلق فرمایا: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ کہ ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں وہی فطرت مراد ہے جو اللہ کی فطرت ہے۔ بچے میں جو معصومیت ہے جب تک ویسی معصومیت انسان میں پیدا نہ ہو اس وقت تک خدا کی فطرت وہاں رنگ نہیں دکھا سکتی اور اسی لئے توبہ کرنے والے کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے نوزائیدہ بچہ ہو۔ پس دیکھیں وہی مضمون ہے جس کو مختلف شکلوں میں پھیر پھیر کر بیان کیا جا رہا ہے کہ ہر قسم کی سوچ والے انسان کو سمجھ آسکے، اس کے دل پر نقش ہو جائے۔ پس ہم خدا کی فطرت پر ہیں لیکن ہم نے ہر اس جگہ جہاں رنگ بھرنے چاہیئے تھے وہاں اللہ کے رنگ نہ بھرے بلکہ غیر اللہ کے رنگ بھر دیئے۔ اپنی تمناؤں کے رنگ بھر دیئے۔ اپنے ان تعلقات کے رنگ بھر دیئے جن کی بناء خدا کی محبت نہیں بلکہ غیر اللہ کی محبت ہے۔ پس وہی سادہ کاغذ جس میں سے خدا کی تصویر ابھرنی چاہیئے تھی وہاں جگہ جگہ غیر اللہ کی تصویریں ابھرتی ہیں اور بڑی بھیانک تصویریں ابھرتی ہیں۔ اس صورت میں وہ چیز قدر کے لائق نہیں رہتی۔ اس صورت میں وہ چیز جلا دینے کے قابل ٹھہرتی ہے۔ پس اسی لئے قرآن کریم نے ہمیں سکھایا کہ یہ دعا کرو کہ

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے اللہ تو نے یہ چیزیں باطل تو پیدا نہیں کی تھیں۔ اگر اپنی فطرت پر پیدا کی تھیں تو باطل کیسے ہو سکتی تھیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہم اس فطرت کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اسکی قدر نہیں کرتے۔ اس سے اتنا دور جا پڑتے ہیں، ان نقوش کو ایسا بھیانک بنا دیتے ہیں کہ اس کے بعد یہ جلانے کے قابل رہ جاتی ہے۔ پس وہ پردہ جس پر ایک بہت اعلیٰ قسم کے مصوّر نے اپنے کمالات کا اظہار کیا ہو اور بعد میں وہ کسی جاہل کے ہاتھوں پڑ جائے اور وہ اس کا حلیہ بگاڑ دے تو اس کو اگر آپ بیچنے کی کوشش کریں گے تو جس کے پاس جائیں گے وہ آپ کو یہی مشورہ دے گا کہ آگ میں جلا دو۔ جیسے ہمارے ہاں بعض دفعہ وزراء بھی کہتے ہیں کہ تم اس سے چارے پکا لو یعنی ان کاغذوں کو جلا کر کچھ تو فائدہ اٹھاؤ۔ اس کے سوا اس کا کوئی فائدہ نہیں تو وہی مضمون ہے

کہ اے خدا! ہمیں ایسا نہ بننے دینا کہ آگ کے ایندھن کے سوا ہماری قیمت کوئی نہ رہے اور جلا کر بھسم کئے جانے کے لائق ٹھہرائے جائیں پس اس لئے ضروری ہے کہ غیر اللہ سے اللہ کی طرف دوڑو۔ اب اس پہلو سے جب آپ اپنے حالات پر غور کریں یا میں کرتا ہوں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ بہت سے اندھیرے گوشے ہیں جہاں توحید کی روشنی ایسی نہیں چمکی کہ وہاں غیر اللہ کے جو چھپے ہوئے وجود ہیں۔ ایسے وجود ہیں کہ جو بعض دفعہ ظاہر ہوتے ہیں اور بعض دفعہ دکھائی نہیں بھی دیتے لیکن عمل کر رہے ہوتے ہیں جس طرح بعض دفعہ جراثیم کسی کو اندر اندر کھا رہے ہوتے ہیں، وہ وجود نہیں دکھائی دیتے جب تک کہ توحید کا پورا نور ہر گوشے پر نہ چمک اٹھے۔ اسی لئے توحید پہلے ہے اور تبتل بعد میں ہے۔ حضرت شیخ سعدی رح نے فرمایا ہے ؎

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست ۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

جھاڑیوں یا درختوں کا ہر وہ جھرمٹ جس میں جانور چھپ جاتے ہیں تم بے فکری سے اس جنگل میں یوں نہ چلنا کہ گویا یہ جھرمٹ، ہر گوشہ جو ہے وہ جانوروں سے خالی پڑا ہے۔ "شاید کہ پلنگ خفتہ باشد" ہو سکتا ہے کہ کوئی چیتا اس میں چھپا ہوا ہو۔ پس انسان کے لئے اس میں ایک بڑی عظیم نصیحت ہے۔ ہم اپنے دل کے گوشوں سے بے خبر سفر کرتے رہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان میں بہت سے چیتے بلکہ بہت ہی زیادہ ہولناک جانور چھپے ہوئے ہیں انذار کا مضمون اس بات سے تعلق رکھتا ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ: میں خدا کی طرف سے تمہیں کھلا کھلا ڈرانے والا ہوں۔ پس وہ ڈرانے والی کیا بات ہے؟ وہ یہ بات ہے کہ ہمارے وجود میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غیر اللہ کے بہت سے نقوش تمہارے دل میں موجود ہیں جنہوں نے فطرت کے اس نقش کو چھپا دیا ہے جس پر خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے جب تک وہ نقش ظاہر نہیں ہوتا خدا سے ایک میٹنگ پوائنٹ نہیں بنے گا۔ اتحاد اور اتصال کی جگہ قائم نہیں ہو سکتی۔ ہر چیز پر ہر دوسری چیز کا نقش جم ہی نہیں سکتا جب تک وہ چیز اتنی صاف نہ ہو یا اپنی اس کی نوعیت کے مطابق نہ ہو جائے کہ وہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ ایک طبعی تعلق رکھتے ہوں۔ بعض سیاہیوں پر دوسرے رنگ نہیں چڑھ سکتے۔ بعض چکنے کاغذ پر بعض اور قسم کی سیاہیاں نہیں لکھی جا سکتیں مگر جب ان کے مزاج کی سیاہی استعمال کریں تو وہ فوراً بڑے شوخ رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں تو فرمایا کہ خدا کا خوف کرو۔ خدا کی طرف تم نے دوڑنا ہے۔ کس چیز سے دوڑنا ہے۔ تمہارے وجود کے اندر غیر اللہ کے رنگ موجود ہیں۔ ہر رنگ کی نشاندھی کرنی ہوگی۔ جہاں غیر اللہ کا رنگ دیکھو گے اس رنگ کو چھوڑ کر اللہ کے رنگ کی طرف دوڑنا ورنہ تو خدا کا وجود ہر جگہ ہے۔ آپ کہاں سے کس طرف دوڑیں گے مگر اپنے وجود میں ڈوب کر آپ اگر دیکھیں گے تو آپ کو ہر جگہ سے دوڑنے کی اتنی جگہیں دکھائی دیں گی کہ آپ حیران رہ جائیں گے کہ ان خطرات کی حالت میں میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہمیں اس حالت میں موت نہیں دیتا کہ ابھی ہم نے غیر اللہ سے اللہ کی طرف سفر اختیار نہیں کیا ہوا۔ ظاہراً کیا ہوا ہے، ارادوں کی صورت میں کیا ہوا ہے لیکن جب عملاً یہ سفر شروع کرتے ہیں تو اتنے مضبوط بندھن ہم غیر اللہ سے باندھ چکے ہیں کہ ہماری خواہشات کا جو سلسلہ ہے وہ اتنا وسیع ہے کہ ان خواہشات کی رسّی توڑنا ایک بہت بڑا کام ہے۔ غیر اللہ کا خوف ہے وہ بھی دامنگیر ہے۔ غیر اللہ کا طمع ہے وہ بھی دامنگیر ہے۔ اور انسانی تعلق کے ہر دائرے میں یہ رسّے بندھے ہوئے ہیں۔ ایک گوشہ تو نہیں جہاں خطرہ ہو دل کے سارے گوشوں میں خطرات ہی خطرات

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خلش ناتمام

مکرم محمد طاہر صاحب پورٹ لینڈ امریکہ

میرے مضمون کا عنوان عموماً قادیان کے حالات رکھا جاتا ہے اور جو کہ مجھے اسے سُننا ہے وہ اسے یہی نام دیتا ہے۔ لیکن میں نے اس کا نام خلش ناتمام رکھا ہے۔ خلش سے ناتمام سے مراد وہ درد ہے جو ختم نہیں ہو رہا۔

یہ مضمون میری زندگی کی داستان ہے اور یہ اُن لوگوں کی بھی داستان ہو گی جنہوں نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ قادیان یا قادیان کے گرد و نواح میں گذارا ہے۔ اور جنہیں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقاریر سُننے کا موقع ملا۔

قادیان ایک بستی تھی۔ ہاں قادیان ایک تہذیب تھی۔ قادیان کئی بستیوں کا نام ہے جو چُھوٹ گئی ہیں اور تہذیب آگے بڑھ گئی ہے۔ کئی نے دونوں کیلئے آنسو بہائے ہیں۔ اگر ایک جملہ میں قادیان اور قادیان کے لئے رو دیا ہے تو دوسرے میں اس تہذیب کے لئے گریہ کناں ہیں جو گذر گئی ہے۔ اور جسے نہ بھول سکے نہ چھوڑ سکے کہ

کشتی تڑپ کے حلقۂ طوفاں میں رہ گئی ✫ دیکھو تو کتنی دور کنارے چلے گئے
شاید تمہارے ساتھ بھی واپس نہ آسکیں ✫ وہ ولولے جو ساتھ تمہارے چلے گئے

(خاکسار۔ ڈاکٹر میاں محمد طاہر پورٹ لینڈ آریگن۔ امریکہ)

قادیان امرتسر سے ۳۶ میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ اس کی آبادی چند ہزار گھرانوں پر مشتمل تھی۔ اسے آموں کے باغ کیو کے درخت اور پانی کی کھائی نے گھیر رکھا تھا۔

قادیان۔ جس میں مسجد مبارک تھی۔ مسجد اقصیٰ تھی۔ منارۃ المسیح تھا۔ بہشتی مقبرہ تھا۔ ہائی اسکول تھا۔ ریتی چھلہ تھا۔ جس میں ایک بہت بڑا بڑ کا درخت تھا۔ جس کی چھاؤں بہت گھنی تھی۔ قادیان جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا گھر تھا۔ اور جب کبھی برسات بہت زوروں سے ہو جاتی تو قادیان جزیرہ کی طرح باقی دُنیا سے چند دن کے لئے کٹ جاتا تھا۔ قادیان کے چاروں طرف ایک ناہموار کھیتوں کا سلسلہ میلوں تک پھیلا ہوا تھا۔ بٹالہ قادیان سے بارہ میل کے فاصلے پر تھا اور نہر صرف ساڑھے تین میل۔ رات کے وقت منارۃ المسیح کی روشنیاں کئی میل تک نظر آجاتی تھیں۔ قادیان کی آبادی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

قادیان جہاں دسمبر کے مہینے میں جلسہ سالانہ ہوتا تھا۔ جہاں مرد۔ عورتیں اور بچے نئے اور رنگین کپڑے پہنے، خوشبوؤں سے مہکتے ہوئے چہرے لئے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتے تھے۔ امرتسر قادیان سے صرف ۳۶ میل کے فاصلے پر تھا۔ میرے والدین۔ میں اور میرے سب بہن بھائی جلسہ سالانہ کی آمد کا انتظار بڑی شدت سے کرتے تھے یہیں اپنی گڑے والی چنریاں اور رنگ برنگی زرق برق کپڑے جنہیں دیکھ کر اُن کا دل بار بار مچل جاتا تھا اور چاہتا تھا کہ ان سب کو ایک دم پہن ڈالیں جلسہ سالانہ کے موقع کے لئے سنبھال کر رکھ دیتی تھیں اور بھائیوں کے نئے کپڑے بھی۔ موزوں اور جوتوں کی خرید و فروخت بھی گویا دسمبر کے مہینے پر ملتوی ہو جاتا تھا۔ جلسہ سالانہ عموماً ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ دسمبر کو ہوتا تھا اور ہماری تیاری کئی مہینے پہلے شروع ہو جاتی۔ پھر سفر کی ہدایات کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ اور پھر ایک دن آجاتا جب سب بچوں کو جو خوشی کے مارے دیوانے ہوئے جاتے تھے اور کئی راتوں سے سوئے نہ ہوتے تھے کو اکٹھا کیا جاتا۔ سامان بندھتا اور تانگوں پر سوار ہو کر امرتسر کے ریلوے سٹیشن پر پہنچ جاتے۔ مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احمدی احباب اباجان (میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ) سے ریلوے اسٹیشن پر مل جاتے تو وہ اُن سے معانقہ اور علیک سلیک میں مشغول ہو جاتے اور ہم سب گاڑی میں کھڑکیوں کے سامنے بیٹھنے کی کوشش شروع کر دیتے۔

امرتسر سے گاڑی لوکاٹوں۔ آلوچوں اور امرودوں کے باغوں کے درمیان میں سے سیاہ دھواں اپنے پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے بڑھتی تو میرے دل میں خوشی کے ساتھ ساتھ یکدم سے غم کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے کہ خوشی کے یہ کچھ دن چند لمحوں میں گذر جائیں گے۔ اور پھر دوسرے جلسہ سالانہ کے لئے ایک سال انتظار کرنا پڑے گا۔ اور جب گاڑی باغوں کے درمیان میں درختوں کو طوفانی قسم کی ہوا کے ساتھ ہلاتی ہوئی گذرتی تو یوں محسوس ہوتا کہ ساری دُنیا خوشی کے مارے جھوم رہی ہے۔ پھول پتے اور ٹہنیاں یہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اے دیار حبیب کو جانے والو۔ اے مسیحؑ کی بستی میں جمع ہونے والو۔ اے خدا تعالیٰ کے پرستارو اور اُس کے رسولؐ کے جاں نثارو ہمیں بھی ساتھ لے چلو تا ہم بھی اُن دُعاؤں کے مستحق ہو جائیں جو آپ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مانگی ہیں۔ آہستہ آہستہ ویرکہ۔ کتھو ننگل۔ جینتی پورہ اور پھر بٹالہ آجاتا ہے۔ بٹالہ کے سٹیشن پر ہماری نظریں مرزا عبدالغنی صاحب کے بچوں کو تلاش کرنا شروع کر دیتیں۔ اور آپ کے بیٹے ناصر۔ طاہر۔ سعادت۔ عزیزہ اور دوسرے چھوٹے بچے ہم لوگوں کو دیکھ لیتے تو خوشی سے اچھلتے کودتے اسی ڈبے پر یلغار کر دیتے کہ جس پر ہم سوار ہوتے تھے۔ اور پھر گاڑی آہستہ آہستہ مسافروں سے کھچا کھچ بھر جاتی جو ایک ہی رنگ اور ایک ہی نشے میں چور ہوتے تھے۔ ہر مسافر تھوڑا تھوڑا اسباب لاتے گاڑی میں بیٹھ جاتا ہر ایک کے چہرے پر ایک خوشی اور اطمینان کا نور برس رہا ہوتا اور زبان پر دعائیں جاری ہوتی تھیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوئی محبت سے سرشار دیوانہ وجد میں آکر بڑے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کرتا تو ہم سب بچے بڑے جوش کے ساتھ اللہ اکبر کی آواز کو اپنے ننھی ننھی باریک آوازوں سے ملا کر بلند کرنے کی کوشش کرتے۔

اور پھر وڈالہ گرنتھیاں سے لوگ کھڑکیوں سے سر نکال نکال کر منارۃ المسیح دیکھنے کی کوشش شروع کر دیتے۔

جب یہ شہد کی مکھیوں کی طرح دیوانے خوشبو سے معطر فضا کو پہچان کر منارۃ المسیح دیکھ لیتے تو یوں محسوس ہوتا کہ ان کا طوفان تھم گیا ہے۔ اور تلاطم میں ایک سکون آگیا ہے۔ پھر یکدم سب کے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھ جاتے اور بعض احمدی اس التجا سے دُعا کرتے کہ ہم بچوں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ ہم اپنی دُعاؤں کو بھول جاتے اور سوچنا شروع کر دیتے کہ اللہ میاں! دیکھ یہ تیرے بے کس بندے کس التجاء سے تیرے اور تیرے رسول کے نام کی بلندی کے لئے دُعا کر رہے ہیں۔ ان کی خواہش صرف تیری رضا ہے اور ان کی جد و جہد صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کرنا ہے۔ ان کی دعائیں سن لے۔ اور پھر انہی التجاؤں۔ انہی دُعاؤں اور آمین کے درمیان گاڑی قادیان پہنچ جاتی۔ استقبالیہ کمیٹی کے افراد اور بہت سے معاون بچے اسٹیشن پر موجود ہوتے۔ جوں ہی گاڑی اسٹیشن پر پہنچتی تو گاڑی کی آواز نعرۂ تکبیر اور اسلام زندہ باد کے نعروں میں دب جاتی۔

اور پھر جب ہم گھر پہنچ جاتے تو اماں جان کا حکم ہوتا کہ مغرب کی نماز مسجد مبارک میں پڑھنے کے لئے جاؤ۔ جب مسجد مبارک کے قریب پہنچتے اور اگر حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ کی آواز سنائی دے جاتی تو ہمارے دل بیٹھ جاتے کہ اب مغرب کی نماز جانے کب ختم ہو گی۔ ایک دن میں نے نماز پڑھتے ہوئے ساتھ والے بچے کی اونچی آواز میں دُعا سُنی تو میں نے بھی وہی دُعا مانگنا شروع کر دی تھی کہ اے اللہ میاں مولوی سرور شاہ صاحبؓ سے کہہ کہ وہ نماز مختصر پڑھا دیں ہمیں نیند آرہی ہے۔

پھر سب مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر کا کھانا مزے لے لے کر کھاتے۔ کھانا کھانے کے بعد عشاء کی نماز پڑھی جاتی اور بچے بچھو رانیں کہانیاں

کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ ابا جان۔ چچا جان مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سے وہاں سے گفتگو شروع کر دیتے۔ امی چچیوں پھوپھیوں کے داموں کا تذکرہ شروع کر دیتیں اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد ہم لوگوں کو خاموش رہنے کی ہدایت دی جاتی۔

پھر اگلے دن جلسہ سالانہ شروع ہو جاتا۔ تقاریر کے درمیان اور ایسی تقاریر جو ہماری سمجھ سے بالا ہوتیں کے اوقات میں کینو اور مالٹے کھائے جاتے اور کبھی کبھار ہائی اسکول اور اس کے گرد و نواح میں گھوما جاتا۔ ظہر کی نماز مسجد نور میں ادا کر کے پھر بعد کمبل لپیٹ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تقریر سننے کے لئے بیٹھ جاتے۔ ہماری کوشش ہوتی کہ ہم ایسی جگہ بیٹھیں جہاں سے ہم حضور کو اچھی طرح سے دیکھ سکیں۔ ہم ہر لفظ سننے کی کوشش کرتے اور خواہش ہوتی کہ کاش ہمارا حافظہ اتنا اچھا ہو کہ ایک بار سننے سے سب کچھ یاد ہو جایا کرے۔ اور پھر جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سناتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ عثمان رضی اللہ عنہ۔ علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ بن اسود کے واقعات دہراتے تو میرا جی چاہتا کہ میں جلسے میں کھڑا ہو جاؤں اور بلند آواز سے سب کو کہوں کہ میرے پیارے خلیفہ۔ اے رسول اللہ کے عاشق۔ اے نوبت خانہ کے سردار۔ میں آپ کا ادنیٰ سا سپاہی ہوں لیکن میں بھی اتنے زور سے نوبت بجاؤں گا کہ اس کی آواز دنیا کے کناروں تک پہنچ جائیگی اور ہر سننے والا کان اسے سن لے گا۔

پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کے گیت گائے جاتے اور روحانی غذا بٹتی۔ ممالک غیر میں تبلیغی سرگرمیوں اور ان کی دشواریوں کے متعلق پتہ چلتا اور پھر یوں معلوم ہوتا کہ یہ پیدا ہی اسی لئے ہوئے ہیں یہ جانثاران رسول پھر پیغام حق لے کر تیار ہو گئے ہیں اور آتے سال تک کے لئے ان کے پاس کافی زاد راہ ہے۔ کبھی کبھار ہم مسجد اقصیٰ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنے کے لئے جاتے لیکن وہاں ابھی نماز کے مختصر ہونے کی دعا نہ کرنی پڑتی۔ جب بہشتی مقبرہ جاتے مہمان خانہ سے گزرتے تو جامعہ احمدیہ سے بچے خوش الحانی سے قرآن مجید پڑھ رہے ہوتے اور پھر اچانک حافظ محمد رمضان صاحب کی آواز سنائی دیتی تو قدم رک جاتے۔ اور پھر آموں کے باغ سے گزرتے ہوئے بہشتی مقبرہ میں پہنچ جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے مزار پر دعا کرنے کے بعد تھوڑی دیر بہشتی مقبرہ میں گھومتے رہتے۔ کتبوں پر نام۔ تاریخ پیدائش اور وفات اور بعض اوقات چند فقرات جو کتبے پر کندہ ہوتے پڑھتے اور پھر واپس لوٹ آتے۔ ہر آنے جانے والا ایک دوسرے کو "بھائی جی" کہہ کر پکارتا اور ہر آدمی دوسرے سے "السلام علیکم" کہنے میں بازی لے جانے کی کوشش کرتا۔

ایک مرتبہ ایک غیر احمدی صاحب میرے ساتھ قادیان آئے۔ کچھ دن ٹھہرنے کے بعد جب امرتسر واپس پہنچے تو کہنے لگے کہ میں نے قادیان میں اتنی مرتبہ السلام علیکم سنا اور کہا کہ میرا منہ تھک گیا۔

چوہدری فیروز الدین صاحب وکیل امرتسر جو غیر احمدی تھے اور برادرم محمد حسین صاحب کے والد تھے۔ جلسہ سالانہ پر آئے اور محترم ملک غلام فرید صاحب کے ہاں قیام کیا۔ فجر کی نماز کے لئے میرے ساتھ مسجد [illegible] کی طرف چلے تو راستہ میں ہر طرف اونچی آواز میں دعائیں اور قرآن مجید پڑھنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ فرمانے لگے کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ قادیان پر نور برس رہا ہے۔

جب واپسی کا دن آتا تو دل بجھا بجھا سا رہتا اور جی چاہتا کہ کاش وقت کی رفتار رک جائے۔ اور گردش ایام پیچھے کی طرف دوڑنا شروع کر دے اور یہ خزاں جو دل پر چھا رہی ہے پھر بہار میں بدل جائے۔ پھر خوشیوں کے پھول کھل جائیں۔ اور پھر ان کی معطر بھینی بھینی فضاؤں میں ہم جھومتے جھومتے پھریں۔ اور حضور کی باتیں سنیں۔ اور پھر اسی مدہوشی کے عالم میں ہم ایک دوسری دنیا میں کھو جائیں جس میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ عمر رضی اللہ عنہ۔ عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ ہوں۔ وہ دنیا کتنی پیاری اور حسین دنیا ہو گی۔

ہم لوگ جب امرتسر واپس پہنچ جاتے تو پژمردہ دل کی کلی بہت دنوں مرجھائی رہتی۔ یونہی ماہ و سال گزرتے رہتے۔ اور پھر جون ۱۹۴۷ء میں حفاظت کی خاطر ہم قادیان چلے آئے۔ فسادات کی آگ جو پورے پنجاب میں بھڑک چکی تھی آہستہ آہستہ ضلع گورداسپور کی طرف بھی پھیلنے لگی۔ قادیان کے گرد و نواح کے دیہات میں سے قتل و غارت کی اکا دکا وارداتیں آہستہ آہستہ منظم حملوں کی صورت اختیار کر گئیں۔ آس پاس کے اضلاع میں حملے بڑھتے گئے۔ عورتوں کے سہاگ لٹتے گئے۔ بچے یتیم ہوتے گئے اور جوان بچے بوڑھے والدین کے سامنے موت کے گھاٹ اترتے گئے۔ مرنے والوں کی تعداد کا اندازہ مشکل ہوتا گیا۔ مرنے والوں نے جیتے رہ جانے والوں کی کمر توڑ دی تو پھر قرب و جوار کے دیہات خالی ہونے لگے۔ فیض اللہ چک۔ سٹھیالی اور کچھ اور بھی دیہات جہاں مسلمانوں کی اچھی خاصی آبادی تھی سنسان ویرانوں میں تبدیل ہو گئے۔ ان کے مکین خوف و ہراس سے دہشت زدہ مردوں بچوں اور بوڑھے والدین کو لا کر قادیان کو پناہ گاہ سمجھ کر اس دار الامان میں پہنچ گئے۔ اور کچھ پاکستان کی سمت قافلہ کی صورت میں روانہ ہو گئے لیکن ان میں سے بہت پاکستان پہنچنے کی حسرت دل میں لئے راستہ ہی میں ابدی نیند سلا دیئے گئے۔ پھر قادیان جو ابھی تک محلوں اور دارالانوار سے محفوظ تھا کی آبادی بڑھتی گئی۔ بجلی تار۔ ڈاک اور دیگر آمد و رفت کے سب ذریعے بند ہو گئے اور قادیان لاکھوں انسانوں کے ہجوم کو اپنی آغوش میں لئے ساری دنیا سے الگ تھلگ ہو گیا۔

اچانک ایک دن اطلاع ملی کہ جماعت نے حفاظت سلامتی اور بعض اور امور کے مدنظر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ کو پاکستان بھیجنے کے فیصلہ پر عمل کر لیا ہے۔ یکدم محسوس ہوا کہ ہمارا مرکز حیات ہم سے دور چلا گیا ہے۔ اور وہ جس کے دم سے ہماری رگوں میں گردش خون تھی وہ ہم سے دور چلا گیا ہے۔ جدائی کے بوجھ سے ہمارے دل بھاری ہو گئے پھر میرا دل چاہا کہ ڈلہ کی سڑک پر کھڑا ہو کر پاکستان کی طرف منہ کر کے بآواز بلند پکاروں کہ سے

رخصت اے دل کے مالک و مختار
رخصت اے میرے قافلہ سالار
دل تھا نا آشنا خزاں سے مرا
تیرے دم سے تھی زندگی کی بہار

پھر میں یہ کہہ کر خاموش ہو گیا کہ سے

میں کبھی تھا تیری رہگذر کا فقیر
میں بھی تھا زیر سایۂ دیوار

(باقی)

آباد کریں گے پھر احمدؐ کے یہ دیوانے

ذیل میں مکرم پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم آف ڈبروگڑھ آسام کی غیر مطبوعہ نظم درج کی جا رہی ہے۔ مرحوم نے یہ نظم سیدنا حضرت اقدس مصلح موعودؓ کی جلسہ [illegible] قادیان [illegible] کے موقع پر پڑھی جانے والی نظم "تعریف کے قابل ہیں یارب ترے دیوانے ★ آباد ہوئے جن سے دنیا کے ہیں ویرانے" کی طرز پر لکھی ہے۔ پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب کو قرآن مجید کا آسامی ترجمہ کرنے کا فخر بھی حاصل ہے۔ پروفیسر مرحوم نے اپنی ڈائری میں نظم کے اوپر لکھا ہے "حضرت خلیفۃ المسیح کا ہر ایک شعر اصل ہے اور میرا ظل"۔ عطاء

نظم عطاؔ

حضرت خلیفۃ المسیح کا ہر ایک شعر اصل ہے اور میرا ظل۔ عطاؔ

کس شان کے انسان تھے یارب ترے مستانے ★ آباد ہوئے ان سے اجڑے ہوئے ویرانے
آرائش دنیا پہ مفتون ہے مسلم یوں ★ کیوں دین ہے خطرہ میں یہ اس کی بلا جانے
بے جان ہے بیکس ہے یہ دین محمدؐ کیوں؟ ★ کہتے ہیں تغافل سے کیا جانے! خدا جانے
سودا اسے نہیں ہے سر ہے عشق سے خالی دل ★ کس کام کے اب ساقی! خمخانے و پیمانے
کیا بات ہے؟ اگلی سی گرمی نہیں محفل میں ★ گل شمع سحر ہے یا بے پر ہوئے پروانے!
معمورۂ دنیا کو فرزانے اجاڑے ہیں ★ آباد کریں گے پھر احمدؐ کے یہ دیوانے
اس شمع نبوت کو روشن جو نہ کرتا رب ★ آتے نہیں کدھر سے اڑتے ہوئے پروانے
یہ رزم کی ساعت ہے اٹھ جاؤ کمر باندھو ★ یورش تو میں کر دوں اب انجام خدا جانے

منقولات

ایک حقیقت ایک المیہ

مسلمان کی تعریف

جسٹس محمد منیر / جسٹس ایم آر کیانی

آج مسلمان جس انتشاری کیفیت سے دوچار ہیں یہ ایک حقیقت ہے جو عالم اسلام کے لئے درد انگیز المیہ سے کچھ کم نہیں بقول علامہ اقبال ؒ

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر ☆ اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے

اس کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی جائے کہ ”الاسلام جُنّۃ یُقاتَل من ورائہ“ وحدت ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے سے ہوگی ”۔“ نیز کی تلاش کی جائے۔ کلکتہ سے شائع ہونے والا روزنامہ آبشار ۲۳ جولائی ۱۹۹۳ء نے ۱۹۵۳ء میں ہونے والے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف فسادات اور اس پر جسٹس منیر و جسٹس ایم آر کیانی کمیشن کی رپورٹ کا ایک ورق بر عنوان ”مسلمان کی تعریف“ شائع کیا ہے جسے قارئین بدر کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ (توسط حمید الدین شمس مبلغ سلسلہ)

○ مسلمان کون ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہمارے علماء ایک دوسرے سے کس قدر اتفاق رکھتے ہیں اور اُن کے درمیان کتنا اختلاف پایا جاتا ہے؟ اس کا اندازہ پاکستانی پنجاب میں ہونے والے ۱۹۵۳ء کے فرقہ وارانہ فسادات کی تحقیقات کے لئے بنائی جانے والی جسٹس منیر کمیٹی کی رپورٹ کے درج ذیل اقتباس سے ہوتا ہے۔

یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے سوال کیا ہے کہ وہ مسلم کی تعریف کریں اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف اس فیصلے کی وجوہ بالکل روشن ہوں گی بلکہ وہ مسلم کی تعریف بھی قطعی طور پر کرسکیں گے۔ کیونکہ کوئی شخص اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ مسلم کس کو کہتے ہیں۔ تحقیقات کے اس حصے کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا اور اگر ایسے سادہ معاملے سے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جاسکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کا کیا حال ہوگا۔ ذیل میں ہم مسلم کی تعریف ہر عالم کے اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں اس تعریف کا مطالبہ کرنے سے پہلے ہر گواہ کو واضح طور پر سمجھا دیا گیا تھا کہ آپ وہ قلیل سے قلیل شرائط بیان کیجئے جن کی تکمیل سے کسی شخص کو مسلم کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور یہ تعریف اس اصول پر مبنی ہونا چاہیئے جس کے مطابق گرامر میں کسی اصطلاح کی تعریف کی جاتی ہے۔ نتیجہ ملاحظہ ہو۔

مولانا ابو الحسنات محمد احمد قادری صدر جمیعت العلمائے پاکستان

س:۔ مسلم کی تعریف کیا ہے۔

ج:۔ اوّل وہ توحید الٰہی پر ایمان رکھتا ہو۔ دوم وہ پیغمبر اسلامؐ کو اور تمام انبیائے سابقین کو خدا کا سچا نبی مانتا ہو۔ سوم اس کا ایمان ہو کہ پیغمبر اسلام صلعم انبیائے کرام میں آخری نبی ہیں۔ (خاتم النبیینؐ)۔ چہارم اس کا ایمان ہو کہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام پیغمبر اسلام صلعم پر نازل کیا۔ پنجم وہ پیغمبر اسلامؐ کی ہدایات کے واجب الاطاعت ہونے پر ایمان رکھتا ہو۔

س:۔ کیا تارک صلوٰۃ مسلم ہوتا ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔ لیکن منکر صلوٰۃ مسلم نہیں ہوسکتا۔

مولانا احمد علی۔ صدر جمیعت العلمائے اسلام (مغربی پاکستان)

س:۔ از راہ کرم مسلم کی تعریف کیجئے۔

ج:۔ وہ شخص مسلم ہے جو (۱) قرآن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور رسول اکرمؐ کے ارشادات پر ایمان رکھتا ہو۔ ہر شخص جو ان دو شرطوں کو پورا کرتا ہے مسلم کہلانے کا حقدار ہے اور اس کے لئے اس سے زیادہ عقیدے اور اس سے بھی زیادہ عمل کی ضرورت نہیں۔

مولانا ابو الاعلیٰ مودودی۔ (امیر جماعت اسلامی)

س:۔ از راہ کرم مسلم کی تعریف کیجئے۔

ج:۔ وہ شخص مسلم ہے جو (۱) توحید پر (۲) تمام انبیاء پر (۳) تمام الہامی کتابوں پر (۴) ملائکہ پر اور (۵) یوم الآخرۃ پر ایمان رکھتا ہو۔

س:۔ کیا ان باتوں کے محض زبانی اقرار سے کسی شخص کو مسلم کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور آیا ایک مسلم مملکت میں اس سے وہ سلوک کیا جائے گا جو مسلمانوں سے کیا جاتا ہے؟

ج:۔ جی ہاں۔

س:۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہوں تو کیا کسی شخص کو اس کے عقیدے کے وجود پر اعتراض کا حق حاصل ہے؟

ج:۔ جو پانچ شرائط میں نے بیان کی ہیں وہ بنیادی ہیں جو شخص ان شرائط میں سے کسی شرط میں تبدیلی کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

غازی سراج الدین منیر۔

س:۔ از راہ کرم مسلم کی تعریف کیجئے۔

ج:۔ میں ہر شخص کو مسلم سمجھتا ہوں جو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ایمان کا اقرار کرتا ہے اور رسول اکرمؐ کے نقش قدم پر چل کر زندگی بسر کرتا ہے۔

مفتی محمد ادریس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور۔

س:۔ از راہ کرم مسلمان کی تعریف کیجئے۔

ج:۔ لفظ مسلمان فارسی زبان کا لفظ ہے مسلم کے لئے فارسی میں جو لفظ مسلمان بولا جاتا ہے اس میں اور لفظ مومن میں فرق ہے میرے لئے یہ ناممکن ہے کہ میں لفظ مومن کی مکمل تعریف کروں کیونکہ اس امر کی وضاحت کیلئے بے شمار اوراق درکار ہیں کہ ”مومن“ کیا ہے۔ جو شخص اللہ کی وحدت کا اقرار کرتا ہے وہ مسلم ہے اس کو توحید الٰہی رسالت انبیاء اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا چاہیئے جو شخص اذان یا قربانی پر ایمان نہیں رکھتا وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بے شمار دیگر امور بھی ہیں۔ جو ہمارے نبی کریمؐ سے ہم کو تواتر کے ساتھ پہنچے ہیں۔ مسلم ہونے کے لئے ان سب امور پر ایمان لانا ضروری ہے میرے لئے قریب قریب ناممکن ہے کہ ان تمام امور کی مکمل فہرست پیش کروں۔

حافظ کفایت حسین۔ ادارہ تحفظ حقوق شیعہ۔

س:۔ مسلمان کون ہے؟

ج:۔ جو شخص (۱) توحید (۲) نبوت اور (۳) قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ وہ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔ یہ تین بنیادی عقائد ہیں جن کا اقرار کرنے والا مسلمان کہلا سکتا ہے۔ ان تین بنیادی عقائد کے بارہ میں شیعوں اور سنیوں کے درمیان کوئی بھی اختلاف نہیں۔ ان تین عقیدوں پر ایمان رکھنے کے علاوہ بعض اور امور بھی ہیں جن کو ضروریات دین کہتے ہیں۔ مسلمان کہلانے کا حقدار بننے کے لئے ان کی تکمیل ضروری ہے۔ ان ضروریات کے تعین اور شمار کے لئے مجھے دو دن چاہئیں۔ لیکن مثال کے طور پر یہ بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ احترام کلام اللہ، وجوب نماز، وجوب روزہ، وجوب حج مع شرائط اور دوسرے بے شمار امور ضروریات دین میں شامل ہیں۔

مولانا عبد الحامد بدایونی صدر جمیعت العلماء پاکستان

س:۔ آپ کے نزدیک مسلمان کون ہے؟

ج:۔ جو شخص ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہے وہ ”مومن“ مسلمان کہلانے کا حقدار ہے۔

س:۔ ضروریات دین کون کون سی ہیں؟

ج:۔ جو شخص پنج ارکان اسلام پر اور ہمارے رسول کریمؐ پر ایمان رکھتا ہے وہ ضروریات دین کو پورا کرتا ہے۔

س:۔ آیا ان پنج ارکان اسلام کے علاوہ دوسرے اعمال کا بھی اس امر سے کوئی تعلق ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

نوٹ:۔ گواہ کو سمجھا دیا گیا تھا کہ دوسرے اعمال سے وہ ضوابط اخلاق مراد ہیں جو زمانہ حاضر کے معاشرے میں صحیح سمجھے جاتے ہیں۔

ج:۔ یقیناً تعلق ہے۔

س:۔ پھر آپ ایسے شخص کو مسلمان نہیں کہیں گے جو ارکان خمسہ و رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر زندگی تو گذارتا ہے لیکن دوسرے لوگوں کی چیزیں چرا لیتا ہے جو دیانت کے سپرد

کیا جائے اس کو قبول کر لیتا ہے اپنے ہمسایہ فوجیوں کے متعلق نیت بد رکھتا ہے اور ایسے محسن سے انتہائی ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے؟

ج:- ایک شخص اگر ان دو عقیدوں پر ایمان رکھتا ہے جو ابھی بیان کئے گئے ہیں تو ان تمام اعمال کے باوجود مسلمان ہوگا۔

مولانا محمد علی کاندھلوی۔
دارالشہابیہ سیالکوٹ۔

س:- ازراہ کرم مسلمان کی تعریف کیجئے؟
ج:- جو شخص نبی کریمؐ کی پیروی تمام عمر بجا لاتا ہے وہ مسلمان ہے۔
س:- کیا آپ ضروریات دین کی تعریف کر سکتے ہیں؟
ج:- ضروریات دین جو ہر مسلمان کو معلوم ہے خواہ وہ دینی علم رکھتا ہو۔
س:- کیا آپ ضروریات دین کو شمار کر سکتے ہیں؟
ج:- وہ اتنی بے شمار ہیں کہ انکی تعریف اور ذکر بے حد دشوار ہے میں ان تمام ضروریات کو شمار نہیں کر سکتا ہے بعض ضروریات دین کا ذکر کیا جا سکتا ہے مثلاً صلوٰۃ و صوم وغیرہ۔

مولانا امین احسن اصلاحی

س:- مسلمان کون ہے۔
ج:- مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں ایک سیاسی مسلمان دوسرا حقیقی مسلمان۔ سیاسی مسلمان کہلانے کی غرض سے ایک شخص کے لئے ضروری ہے کہ:-
(1) توحید الٰہی پر ایمان رکھتا ہو۔
(2) نبی کریمؐ کو خاتم النبیین مانتا ہو یعنی اپنی زندگی کے متعلق تمام معاملات میں ان کو آخری مستند تسلیم کرتا ہو۔
(3) ایمان رکھتا ہو کہ ہر خیر و شر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
(4) روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔
(5) قرآن مجید کو آخری الہام الٰہی یقین کرتا ہو۔
(6) کعبہ معظمہ کا حج کرتا ہو۔
(7) زکوٰۃ ادا کرتا ہو۔
(8) مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہو۔
(9) اسلامی معاشرے کے ظاہری قواعد کی تعمیل کرتا ہو۔
(10) روزہ رکھتا ہو۔

جو شخص ان تمام شرائط کو پورا کرتا ہو وہ ایک اسلامی مملکت کے پورے شہری کے حقوق کا مستحق ہے اگر وہ ان میں سے کوئی شرط پوری نہ کرے گا تو وہ سیاسی مسلمان ہوگا (پھر کہا) اگر کوئی شخص ان دس امور پر محض اقرار ہی کرتا ہو گو ان پر عمل نہ کرتا ہو یہ اس کے مسلمان ہونے کے لئے کافی ہے۔

حقیقی مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ کے تمام احکام پر عین اسی طرح ایمان رکھتا ہو اور عمل کرتا ہو جس طرح وہ احکام و ہدایات اس پر عائد کئے گئے ہیں۔
س:- کیا آپ یہ کہیں گے کہ صرف حقیقی مسلمان ہی مرد صالح ہے؟
س:- اگر ہم آپ کے ارشاد سے یہ سمجھیں کہ آپ کے نزدیک سیاسی مسلمان کہلانے کے لئے صرف عقیدہ کافی اور حقیقی مسلمان بننے کے لئے عقیدے کے علاوہ عمل بھی ضروری ہے تو کیا آپ کے نزدیک ہم نے آپ کا صحیح مفہوم سمجھا ہے؟
ج:- جی نہیں آپ میرا مطلب صحیح طور پر نہیں سمجھے سیاسی مسلمان کے معاملے میں بھی عمل ضروری ہے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان ان عقائد کے مطابق عمل نہیں کرتا جو ایک سیاسی مسلمان کے لئے ضروری ہیں تو وہ سیاسی مسلمانوں کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔
س:- اگر کوئی سیاسی مسلمان ان باتوں پر ایمان نہ رکھتا ہو جس کو آپ نے ضروری بتایا ہے تو کیا آپ اس شخص کو بے دین کہیں گے؟
ج:- جی نہیں میں اسے محض "بے عمل" کہوں گا۔

صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے جو تحریری بیان پیش کیا گیا اس میں مسلم کی تعریف یہ کی گئی کہ مسلم وہ شخص ہے جو رسول پاک صلعم کی امت سے تعلق رکھتا ہے اور کلمہ طیبہ پر ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرہ کی ضرورت ہے بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے اور اگر ہم علمائے اسلام میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔

(روزنامہ آبشار کلکتہ 23 ستمبر 93ء)

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ 8

بقیہ صفحہ 8

بچھڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے فرمایا: فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ۔

خدا کے لئے خدا کی طرف دوڑو۔

اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ: میں اس کی طرف سے تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا آگیا ہوں۔ پس اس حیرت انگیز انتباہ کے اور اتنے روشن انتباہ کے بعد ہمیں لازماً بیدار مغزی سے اپنے نفوس کا مشاہدہ کرنا ہوگا۔ وہ جگہیں تلاش کرنی ہونگی جہاں غیر اللہ کے بھیانک بد صورت اور مہلک جانور چھپے بیٹھے ہیں۔ ان سے تعلق توڑ کر خدا کی طرف جانا ہوگا اور اس طرح خدا کی طرف جانے کے بہت رستے نکل آئیں گے۔ ایک انسان کا ایک مزاج ہے۔ اسی پر انسان غور کر کے دیکھ لے۔ مثلاً کسی سے محبت کا تعلق رحمت شفقت کا مزاج۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے مزاج کا اپنا ایک رنگ ہے اور غیر اللہ میں بھی رحمت اور شفقت پائی جاتی ہے لیکن اس کا ایک اور رنگ ہے۔ پس رنگوں کا مضمون اس تعلق میں تب ظاہر ہوگا جب آپ اپنی ایک ایک صفت پر غور کریں گے اور معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس صفت میں اللہ کا رنگ ہے یا غیر اللہ کا رنگ۔ دیکھنے والے کو تو ہر شفیق آدمی شفیق ہی دکھائی دیگا۔ وہ پیار کرتا ہے محبت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ بڑا ہی محبت کرنے والا مہربان وجود ہے۔ لیکن جب آپ دیکھیں گے کہ اس کی محبت عدل سے عاری ہے۔ جب دیکھیں گے کہ اس کی محبت غیر اللہ کی عبادت کرنے والی محبت بن جاتی ہے تو اس کے اندر اللہ کا رنگ نہیں ہوگا۔ بظاہر صفت نظر آئے گی۔ رحمانیت اور رحیمیت کے کچھ جلوے آپ اس کی ذات میں دیکھیں گے۔ لیکن صِبْغَةَ اللّٰهِ سے عاری اللہ کے رنگ سے خالی تو یہ مضمون اور زیادہ گہرا ہو جاتا ہے اور زیادہ احتیاط کا تقاضا کرتا ہے کہ محض خدا کی ظاہری صفات کا کسی بندے میں پایا جانا کافی نہیں اس کی ہر صفت پر جو خدا کی صفت سے ملتی جلتی ہے اللہ کے رنگ کا غالب آنا ضروری ہے جب وہ صفت اللہ کے رنگ کے مشابہ ہو جائے تو پھر رحمانیت محبت کے لائق ہوگی۔ پھر رحیمیت محبت کے لائق ہوگی اس کے بغیر محض دھوکے کی باتیں ہیں۔ آئندہ خطبہ میں اسی مضمون کے دوسرے پہلوؤں پر انشاء اللہ روشنی ڈالوں گا کیونکہ یہ ہماری اصلاح کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جب تک ہم اس مضمون کی گہرائیوں میں اتر کر خود اپنا مربی بننے کی صلاحیت اختیار نہیں کرتے تو ہم دنیا کے مربی نہیں بنائے جا سکتے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب جو غلبے کا وقت آرہا ہے۔ اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں اس کے ساتھ اس مضمون کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر ہمیں خدا نے جلدی غلبہ عطا کر دیا اور ہم مربی بننے کی صلاحیت سے عاری رہے تو ہم دنیا میں اللہ کے رنگ پھیلانے کی بجائے کچھ اللہ کے رنگ اور کچھ غیر اللہ کے رنگ پھیلانے والے بن جائیں گے جو بہت ہی خطرناک صورت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے یہ ناپسند فرمایا کہ اس حالت میں ہم دنیا کی غلط تربیت کریں تو پھر ہماری فتح کا دن بہت دور تک ٹال دیا جائے گا۔ جو قریب آ رہی ہے وہ دور کر دی جائے گی۔ پس آپ اپنے نفس کے سچے مربی بن جائیں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ فتحیں جو دور ہیں وہ آپ کے قریب کر دی جائیں گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ قریب کی فتحیں آپ سے دور ہٹا دی جائیں۔ اس میں گہری حکمت کا راز ہے۔ اس کو سمجھیں اور بڑے غور سے ان مضامین کو سنیں اور کوشش کریں کہ آپ کے اندر اپنے نفس کی تربیت کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

درخواست دعا

میری بڑی ماں مکرمہ حنیفہ بیگم صاحبہ مرحومہ مغفورہ اور والد مکرم سید محی الدین احمد صاحب وکیل مرحوم و مغفور کی بلندی درجات اور ان کی اولاد کی دینی و دنیوی ترقیات اور صحت و سلامتی کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر /100 روپے)

(محمد حبیب اللہ گوملا ۔ رانچی ۔ بہار)

قادیان دار الامان میں

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا بابرکت سالانہ اجتماع کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

* حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ میں انعقاد کا اعلان اور تحریک دعا نمائندگان مجالس کی آمد علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات * دینی و روحانی ماحول سے بھرپور لیل و نہار

رپورٹ مرتبہ مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

الحمدللہ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کا سالانہ اجتماع شاندار روایات کے ساتھ دینی اور روحانی ماحول میں ۲۲ تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو شایان شان طریق پر مدرسہ احمدیہ کے صحن میں انعقاد پذیر ہوا۔ ثم الحمدللہ اجتماع کے کاموں کو بہتر بنانے کے لئے محترم چوہدری محمد عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے شروع سال میں ہی اجتماع کمیٹی کی تشکیل فرما دی تھی جس کے صدر مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مقرر ہوئے۔

افتتاح ورزشی مقابلہ جات

۲۲ اکتوبر کو صبح ۹ بجے احمدیہ گراؤنڈ میں ورزشی مقابلہ جات کا افتتاح عمل میں آیا اس موقعہ پر بڑی کثرت سے شائقین تشریف لائے کرسیوں پر رونق افروز احباب جماعت محو انتظار تھے۔ گراؤنڈ کی مشرق جانب مختلف رنگوں کے جھنڈے حسین منظر پیش کر رہے تھے جبکہ مغربی طرف ایوان خدمت کے اوپر لوائے خدام الاحمدیہ پوری شان سے فضا میں لہرا رہا تھا۔

ٹھیک ۹ بجے محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت گراؤنڈ میں تشریف لائے سب حاضرین نے احتراماً کھڑے ہو کر موصوف کا پرجوش استقبال کیا کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدہ کراٹے کا ایک دلچسپ شو پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر رنگ برنگے غبارے بھی فضا میں چھوڑے گئے "شو" کے بعد محترم صدر صاحب نے ورزشی مقابلہ جات کے پروگرام کے افتتاح کا اعلان فرماتے ہوئے دعا کرائی۔ دعا کے بعد جملہ حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی ازاں بعد ۱۲ بجے تک ورزشی مقابلہ جات ہوئے اس کے بعد نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو گراؤنڈ میں ہی وکٹری سٹینڈ پر کھڑا کر کے اسناد کامیابی اور انعامات دئے گئے۔

افتتاحی اجلاس

افتتاحی پروگرام کے لئے دوپہر ۲ بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ وقت مقررہ پر مدرسہ احمدیہ کے گیٹ سے دار المسیح کے گیٹ تک خدام ہاتھوں میں خوبصورت پھول اور پتیوں کے گلدستے لئے ترتیب وار مہمان خصوصی کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ سب سے آگے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و قادیان کے ممبران مہمان خصوصی کے لئے چشم براہ تھے جونہی محترم جمیل احمد صاحب ناصر قائمقام ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان تشریف لائے موصوف کا پرجوش استقبال کیا اور ہار پہنائے۔ خدام نے اپنی مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے آپ کو گلدستے پیش کئے اور اجتماع کی مبارکباد دی۔ جب موصوف مدرسہ احمدیہ کے گیٹ میں داخل ہوئے کراٹے ٹیم والے خدام و اطفال کے ایک گروپ نے قطار میں کھڑے ہو کر سلامی دی سب سے پہلے آپ نے پرچم کشائی کی کارروائی کا آغاز مہمان خصوصی کی صدارت میں مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدہ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام و اطفال کا عہد دہرایا۔ اور مکرم وحید الدین صاحب شمس نے بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر نے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور نے مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کی سال رواں کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پڑھ کر سنائی۔ اس موقعہ پر محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے قادیان کے طلباء کی طرف سے شائع ہونے والا رسالہ "القلم" قائد علاقائی کیرلہ مکرم پی پی حسن کویا صاحب کی خدمت میں پیش کیا بعدہ خدام نے ترانہ پڑھا۔

صدارتی خطاب میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے فرمایا کہ آج ہمارے لیے خوشی کا دن ہے کہ خدا تعالیٰ نے دوران سال تعلیمی اور تبلیغی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور یہ دن ہم خدا کے شکر کے طور پر منا رہے ہیں۔ اس موقعہ پر ہمیں جائزہ لینا چاہیئے کہ اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو آئندہ اسے کیسے پورا کیا جائے یا مزید بہتر بنانے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ خدام ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہیں لہذا انہیں آنے والی ذمہ داریاں اٹھانے کیلئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ ہمیں خیر اُمت بننے کے لئے قول حسن کے ساتھ عمل حسن کو بھی پیش کرنا ہے آخر پر آپ نے دعا کرائی اور یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ ازاں بعد احمدیہ گراؤنڈ میں فٹ بال کا ایک دلچسپ مقابلہ ہوا۔ شام چھ بجے حضور انور کا خطبہ جمعہ لندن سے براہ راست سنا گیا جس میں حضور انور نے اس اجتماع کا ذکر کرتے ہوئے عالمگیر جماعت احمدیہ سے دعا کی تحریک فرمائی رات کو خدام کا حسن قرأت و نظم خوانی کا مقابلہ ہوا جس کے بعد مکرم پی محمد سلیم صاحب آف کیرلہ نے اپنے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات بیان کئے۔

دوسرا دن ۲۳ اکتوبر

دوسرے روز کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا نماز فجر اور درس کے بعد بہشتی مقبرہ میں اجتماعی دعا ہوئی۔ ازاں بعد ہائی جمپ کا مقابلہ ہوا مقابلے کے بعد تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں ناشتہ دیا گیا جس میں جملہ مہمانان کرام اور خدام و اطفال شریک ہوئے بعدہ گراؤنڈ میں ورزشی مقابلے ہوئے۔ پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو ساتھ ساتھ ہی انعامات دئے گئے جبکہ منگل دین صاحب نے دانتوں سے سائیکل اٹھا کر اسپیشل انعام حاصل کیا۔ آخر پر اطفال و خدام نے فائٹنگ (کراٹے) کا دلچسپ شو پیش کیا جسے تمام حاضرین نے بہت پسند کیا

ساڑھے گیارہ بجے مقابلہ تقاریر خدام مقابلہ حسن قرأت اطفال اور پرچہ ذہانت ہوا۔ نمازوں کے بعد پر تکلف کھانے سے جملہ خدام و اطفال کی دعوت کی گئی۔ مہمانان کرام نے بزرگ درویشان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کیا سوا تین بجے قادیان اور کلکتہ کے مابین کرکٹ میچ کھیلا گیا۔ بعد نماز مغرب و عشاء اطفال کی نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔

خصوصی اجلاس

رات ساڑھے آٹھ بجے خصوصی اجلاس کی کارروائی محترم چوہدری محمد عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیر صدارت شروع ہوئی جس میں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس وقفِ جدید و ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، مہمان خصوصی کی حیثیت سے رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد آپ نے بعنوان "دور حاضر اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں" خدام سے خطاب فرمایا۔ آپ نے خدام کو بالخصوص علمی میدان میں اپنے قدم کو تیز کرنے وقت کو ضائع نہ کرنے اطاعت کو شعار بنانے اور فحاشی وحشی بے راہ روی اور نشے کی لعنت سے بچنے کے لئے بڑے ہی دلچسپ اور عالمانہ انداز سے توجہ دلاتے ہوئے قیام نماز کی تلقین فرمائی۔ ازاں بعد بیت بازی اطفال، تقاریر خدام کا مقابلہ ہوا۔

تیسرا اور آخری دن ۲۴ اکتوبر

باجماعت نماز تہجد۔ فجر اور درس کے بعد ورزشی مقابلہ جات ہوئے ناشتہ کے بعد مقابلہ اذان و تقاریر اطفال اور خدام و اطفال کی ۸ ٹیموں کے درمیان کوئز کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔ بعدہ گراؤنڈ میں اطفال کے بعض ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

اختتامی اجلاس و تقسیم انعامات

اجتماع کے اختتامی اجلاس کی کارروائی محترم جمیل احمد صاحب ناصر قائمقام ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں ساڑھے پانچ بجے شروع ہوئی۔ موصوف کے ساتھ محترم چوہدری محمد عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ مکرم حافظ شفیق الرحمان صاحب کی تلاوت کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خدام و اطفال کا عہد دہرایا اور عزیز الیس ناصر احمد صاحب نے سیدنا حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

امسال اجتماع کے علمی و ورزشی مقابلہ جات کے ساتھ ساتھ ہی نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے افراد کو انعامات دیئے جاتے رہے۔ اسی سلسلہ میں پہلے مکرم چوہدری عبد الواسع صاحب صدر عمومی قادیان نے بعض مقابلہ جات کے انعام تقسیم کئے ازاں بعد بھارت کی مجالس خدام و اطفال میں اوّل دوم سوم آنے والی مجالس نیز نمایاں خدمات بجا لانے والے افراد اور دینی امتحانات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال کو محترم مہمان خصوصی نے انعامات دئے جبکہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے اس موقعہ پر بعض خدام کی نمایاں خدمات پر خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے ان کا مختصر تعارف کروایا۔ ازاں بعد مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب صدر اجتماع کمیٹی نے جملہ احباب و منتظمین کا شکریہ ادا کیا جبکہ اطفال نے ترانہ پیش کیا۔

آخر پر محترم صدر اجلاس نے اجتماع کے خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہونے پر مبارکباد دی اور اجتماعی دعا کروائی۔

مجلس شوریٰ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی مجلس شوریٰ رات نو بجے مسجد مبارک میں منعقد ہوئی جس کی صدارت محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے فرمائی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم صدر صاحب نے عہد دوہرایا۔ شوریٰ میں بھارت سے آئے ہوئے اور مقامی منتخب عہدیداران نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر مالی، تربیتی، تبلیغی اور مجلس کے دیگر کاموں کو بہتر بنانے کے لئے مختلف امور پر غور کیا گیا اس سلسلہ میں نمائندگان مجالس کی بیش قیمت تجاویز اور مشورے ریکارڈ کیا گیا۔ ساڑھے دس بجے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

اجتماع کے تینوں روز بک سٹال لگایا گیا جس سے مہمانان کرام اور احباب جماعت نے استفادہ کیا

اجتماع کے کامیاب اختتام پذیر ہونے پر پٹیالی ویژن جالندھر اور مختلف اخبارات نے خبریں شائع کیں۔ اجتماع میں درج ذیل مجالس سے ۸۴ خدام و اطفال بالخصوص ناصر آباد کشمیر نے محض للہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو افضال و برکات سے نوازے۔ آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ سکندر آباد۔ کبیرہ۔ پورٹ بلیئر۔ بانسرہ۔ رائے گرام بنتھاری۔ گنگا رامپور۔ کوٹ کلکتہ۔ کوڈنگلور۔ کوڈیا تھور۔ کالیکٹ۔ سوریشا بیچہ مرگ۔ ناصر آباد۔ بڑھانوں۔ بھدرواہ۔ چک امبر تہہ۔ چاندرجن، جموں۔ سیالابن لوہارکہ۔ چار کوٹ۔ پرسونی بھٹا بیرگنج۔ کیرنگ۔ ابنیٹہ۔ دہلی موسی بنی مائنز۔ خانپور ملکی۔ کرالی ویلا بتو۔ ایتام۔ علیگڑھ۔ سکھ اور ہر ہری۔ اللہ تعالیٰ اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور جملہ منتظمین و معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ؎

اعلان برائے انعامی تحریری مقالہ

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال نظارت تعلیم قادیان نے انعامی مقالہ جات لکھوائے جانے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ لہذا درج ذیل عناوین پر اپنے معیاری مضامین / مقالہ جات نظارت ہذا کو ارسال فرماویں۔

(۱) ہستی باری تعالیٰ اور عرفانِ الٰہی
(۲) مسلمان عورت کے حقوق اور فرائض۔
(۳) خلافت کی اہمیت اور ضرورت و برکات

شرائط مضامین

۱۔ مضمون / مقالہ کم از کم دس ہزار (۱۰،۰۰۰) الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے۔
۲۔ " / " صفحہ کے نصف حصہ میں خوشخط تحریر کیا جائے
۳۔ مضمون میں حوالہ جات مستند اور سنہ کے ساتھ ہونے چاہئیں۔
۴۔ مقالہ نظارت ہذا میں مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۹۴ء تک پہنچ جانا چاہئے۔ ۲۸ فروری ۹۴ء کے بعد موصول ہونے والے اس انعامی مقابلے میں شامل نہیں ہوں گے۔
۵۔ مقالہ نظارت تعلیم میں بھجوانے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ قابلِ قبول نہیں ہوگا۔
۶۔ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت تعلیم کے حق میں محفوظ ہوں گے۔ کسی مقالہ نگار کو اس کی از خود اشاعت کی اجازت نہیں ہوگی۔
۷۔ مقالہ جات کے بارہ میں نظارت کا فیصلہ آخری ہوگا۔

انعام اوّل ۱۰۰۰/- روپے دوئم ۷۰۰/- روپے سوئم 500/- روپے مقرر کیا گیا ہے۔

زیادہ سے زیادہ احباب (مرد و زن) اس انعامی مقالہ کے مقابلہ میں حصہ لیں۔

اس علمی مقابلہ میں حصہ لینے کے لئے کسی عمر یا تعلیم کی قید نہیں ہے۔

(ناظر تعلیم قادیان)

اعلان برائے قائدین مجالس

یکم نومبر ۱۹۹۳ء سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا نیا سال شروع ہو چکا ہے۔ نئے سال کے لئے لائحہ عمل۔ رپورٹ کارگزاری فارم چندہ و تشخیص بجٹ فارم برائے خدام و اطفال جس مجلس کو درکار ہوں وہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے دفتر سے منگوالیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

خلاصہ خطبہ جمعہ ــ بقیہ صفحہ اوّل

لیکن آپ کو بھی مشورے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ اہم معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کر۔ لیکن فرمایا فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے۔ اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ جب کوئی فیصلہ کرلے تو پھر اللہ پر توکّل کر۔ مشورے کا حکم اس لئے ہے کہ دنیا کا کوئی انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ اور بہت سی باتیں انسان کی نظر سے اوجھل ہوتی ہیں۔ چنانچہ وہ باتیں مشورے کے نتیجہ میں سامنے آجاتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ سب باتیں بھی سامنے آجائیں تو فیصلہ پھر بھی تو نے ہی کرنا ہے۔ اور نظام جماعت میں یہی سلسلہ خلافت کے حوالے سے اسی طرح جاری ہے کہ خلیفۂ وقت مشورہ کرتا ہے لیکن آخری فیصلہ خلیفۂ وقت خود کرتا ہے۔ کیونکہ وہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اس مقام پر ہے جہاں خدا تعالےٰ اپنے فضل سے اس کی خلافت کو اتنا نور ضرور عطا کردیتا ہے کہ ہر دوسرے شخص سے بہتر فیصلہ کرنے کا مجاز ہوجاتا ہے۔ لیکن اس کے علم میں ساری باتیں آنی ضروری ہیں۔

حضور نے فرمایا میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور سے تمام مجالس شوریٰ کی کارروائیوں کو پڑھا ہے۔ ان میں اوّل تو آپ کو یہ بات دکھائی دے گی کہ اکثر صورتوں میں خلیفۂ وقت اکثریت کے فیصلے کو قبول کرلیتا ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسی بات ہوتی ہے جس میں قبول نہیں کرتا۔ لیکن جہاں قبول نہیں کرتا وہاں ہمیشہ خلیفۂ وقت کا فیصلہ درست نکلتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مجالس شوریٰ کے صدران خواہ مرد ہوں یا عورت ان کو یہ تحفّظ حاصل نہیں کہ ان کا فیصلہ درست ہو۔ ہاں ان کا فرض ہے کہ نہایت احتیاط کے ساتھ مجلس شوریٰ کی کارروائی کے بعد تمام مشورے خلیفۂ وقت کے سامنے پیش کئے جائیں۔ اب چونکہ جماعت کی اور ذیلی تنظیموں کی مجالس شوریٰ کا نظام عالمی سطح پر وسعت اختیار کر گیا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کو پھر یاد کراؤں کہ آپ کی مجلس شوریٰ کے فیصلے صرف مشورے ہیں۔ حقیقی معنوں میں وہ آخری فیصلہ تب ہی قرار پائیں گے جبکہ خلافت کی طرف سے اُن پر صاد ہو جائے۔

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ بہار اور لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش کے سالانہ اجتماع کے حوالے سے احمدی خواتین کو پردہ کی رُوح کو سمجھنے اور اسلامی پردہ کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے تربیت کرنے والوں کو فرمایا کہ تربیت میں ڈنڈا نہیں چلا کرتا۔ اس کے نتیجے میں بعض دفعہ شدید نقصان ہوتا ہے۔ اصل طریق تربیت کا بار بار کی نصیحت ہے۔ نصیحت میں بھی طعن کا پہلو شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس لئے پردہ کے متعلق بھی سختی کی بجائے ایسی نصیحت کا انداز اپنائیں جو دل کی گہرائیوں سے اور دردمندی کے جذبات سے نکلے جس میں طعن وتشنیع کا کوئی پہلو نہ ہو تب نصیحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کارگر ہوگی۔ حضور نے فرمایا بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پردہ بُرقع نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر پردہ برقع نہیں ہے تو کچھ تو ہے۔ اس کچھ کی حفاظت کرو۔ یہ ٹھیک ہے ہر ملک میں ہر معاشرے میں شہروں اور دیہاتوں میں پردے مختلف ہیں۔ لیکن جو پردہ کی اصل رُوح ہے اس کی حفاظت کرو۔

حضور انور نے ہندوستان اور پاکستان کی خواتین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جہاں پردہ برقع کی صورت میں رائج ہے وہاں بہت بڑے خطرے کا مقام ہے کہ یہ کہا جائے کہ پردہ کی رُوح ہم قائم رکھ رہے ہیں، برقع کی کیا ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا یہ بات اکثر صورتوں میں جھوٹی ہوتی ہے۔ خواتین جو برقع اُتار کر پھینکتی ہیں اگر ان کو واقعۃً پردہ کی رُوح پیاری ہو تو اپنی خاطر نہ سہی اپنی اولاد کی خاطر اس کو قبول کرلیتی ہیں۔ ورنہ بعض دفعہ ایسے نتائج بھی نکلے ہیں کہ ماں نے بہانہ بنا کر برقع اتارا اور اس کی بچیاں اس سے دس قدم اور آگے نکل گئیں، اور پھر ایسے خوفناک نتائج نکلتے ہیں کہ ایسی مائیں پھر بعد میں روتی چلّاتی ہیں کہ بیٹیاں ہاتھ سے نکل گئیں۔

حضور نے فرمایا وہ لوگ جن کی نظریں دُنیا کی چمک دمک پر جا پڑی ہیں اور دنیا کی قیدی بن چکی ہیں ایسے لوگوں کی تمنائیں ان کو اللہ کے ذکر کا موقع ہی نہیں دیا کرتیں۔ حضور نے فرمایا ہر اُس چیز سے علیحدگی اختیار کرلیں جس سے آپ ذکرِ الٰہی سے محروم ہوتے ہوں ؎

NORD KAPP قطب شمالی میں پہلی مسجد کی تعمیر

اِس مُبارک تحریک میں احباب جماعت بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قطب شمالی کے انتہائی مقام NORD KAPP میں مورخہ ۲۵؍جون ۱۹۹۳ء کو تاریخی خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اس علاقہ میں جماعتِ احمدیہ کی طرف سے پہلی مسجد تعمیر کرنے کا اعلان فرمایا اور اس کی تاریخی اہمیت درج ذیل الفاظ میں بیان فرمائی :-

"جہاں تک میں نے نظر دوڑا کر دیکھا ہے مجھے اس بات کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا کہ آج سے پہلے ایسے علاقوں میں جہاں چھ مہینوں کا دِن چڑھا ہو یا چوبیس گھنٹے سے زائد کا کہیں دن ہو وہاں باقاعدہ کبھی پانچ وقت کی نمازیں ایک جگہ باجماعت ادا کی گئی ہوں۔ اور پھر جمعہ اس طرح باجماعت ادا کیا گیا ہو کہ اُمّتِ مسلمہ کے ہر طبقہ کی نمائندگی اس میں ہو گئی ہو۔ مثلاً انصار کی عمر کے لوگ بھی اس میں ہوں۔ خدام کی عمر کے لوگ بھی ہوں، بچے بھی ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں۔ یہ واقعہ میرے اندازے کے مطابق پہلی دفعہ رُونما ہو رہا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ان غیر معمولی وقت کے علاقوں میں باقاعدہ باجماعت پانچ نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی .... اور یہ جمعہ اس پہلو سے وہ تاریخی جمعہ ہے کہ جس میں پہلی بار ان غیر معمولی اوقات کے علاقوں میں حضرت اقدس محمد مصطفٰےؐ کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ہم جمعہ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔"

حضور انور کی طرف سے نئی مسجد کی تعمیر کا اعلان ہونے پر ممبرانِ قافلہ نے موقعہ پر ہی اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ پیش کر دیا۔ اور حضور انور نے اپنے اور اپنی فیملی کی طرف سے دوسرا وعدہ ایک ہزار پاؤنڈ پیش فرمایا۔

اب خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس علاقہ میں مسجد کی تعمیر کے لئے زمین حاصل کر لی گئی ہے۔ اور حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍اکتوبر ۹۳ء میں اس مسجد کی تعمیر کے لئے باقاعدہ طور پر مالی تحریک کا اعلان بھی فرما دیا ہے اس سلسلہ میں حضور انور نے ہدایت فرمائی ہے کہ اگرچہ جماعت ناروے اس تحریک کی براہِ راست مخاطب ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک تاریخی موقعہ ہے اس لئے دوسرے ممالک کے احباب کے لئے بھی اس میں حصّہ لینا تاریخی سعادت کا موجب ہوگا لہٰذا جو احبابِ جماعت اس تحریک میں حصّہ لینا چاہتے ہیں اُن سے وعدہ جات لے کر اُن کی فہرست نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمادیں۔ تاکہ مجموعی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوائی جاسکے۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء ٭

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

درخواستِ دُعا

میری والدہ محترمہ جو آجکل میرے ہاں قادیان میں آئی ہوئی ہیں اچانک دِل کی تکلیف سے بیمار ہوگئیں اور مورخہ ۷؍نومبر سے امرتسر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ خطرہ ٹل گیا ہے اور روبصحت ہیں۔ تاہم ابھی کافی احتیاط کی ضرورت ہے احباب کرام سے اُن کی کامل و عاجل شفا یابی اور صحت و سلامتی کی لمبی زندگی پانے کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار :- محمد طاہر احمد انسپکٹر بیت المال آمد۔ قادیان

؎ خطبہ کے شروع میں تحریکِ جدید کے تعلق سے حضور انور نے یہ تصحیح فرمائی کہ جو بچے اور بچیاں اطفال اور ناصرات کی عمر سے چھوٹے ہیں ان کے متعلق گزشتہ خطبہ جمعہ میں یہ اعلان ہوچکا ہے کہ وہ انصار اللہ کے سپرد ہوں گے اب اس خطبہ کے ذریعہ حضور انور نے یہ فرمایا کہ وہ انصار اللہ کے سپرد نہیں بلکہ لجنہ کے سپرد ہوں گے ٭

جلسہ ہائے سیرت النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بابرکت انعقاد

بھارت کی متعدد جماعتوں اور ذیلی تنظیموں نے جلسہ ہائے سیرت النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انعقاد کرکے اپنی خوش کن تفصیلی مساعی بغرضِ اشاعتِ بدر بھجوائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں حصہ لینے والے جملہ افراد کو خیر و برکات سے نوازے اور علم و عرفان میں ترقی دے۔ ان تمام اجلاسات میں مقررین حضرات نے سردارِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر نہایت دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ تلاوتِ کلام مجید کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نعتیہ قصائد بھی پیش کئے گئے۔ تنگیٔ صفحات کے باعث ادارہ بدر تفصیلی رپورٹیں شائع کرنے سے معذرت خواہ ہے۔ ایسی جماعتوں کے نام ہی بغرض دُعا و ریکارڈ شائع کئے جاتے ہیں۔　　　(ادارہ)

جماعت احمدیہ قادیان۔ پیتھ پیریم۔ چک ایمرچھ۔ ... ہ۔ بینگاڈی۔ تالبرکوٹ۔ پالاگرتی۔ آسنور۔ تلاکور۔ عثمان آباد۔ یادگیر۔ ساگر۔ ہلدی پدا۔ تماپور۔ پنکال۔ آترا پورم۔ دہلی۔ بھوبنیشور۔ بھدرواہ۔ بھدرک۔ جمشید پور۔ بنگلور۔ شیموگہ۔ سرینگر۔ کھجوریا پاڑا۔ کیرنگ۔ دھواں ساہی (کوبمی)۔ راجوری۔ تاراکوٹ۔ سورو۔ کانپور۔ پیتھ پیریم بمقام ایڈوتھا۔

خدام الاحمدیہ بالسو۔ یادگیر۔ مونی بی مائینز۔ شورت۔

لجنہ اماء اللہ سرینگر۔ خانپور ملکی۔ مدراس۔ کانپور۔ کلکتہ۔ حیدرآباد۔ بھدرواہ۔ گرمٹھ کالی۔ یادگیر۔ شاہجہانپور۔

ناصرات الاحمدیہ کانپور۔ یادگیر۔

وقفِ نَو کی مُدّت میں توسیع

تحریکِ "وقفِ نَو" کی چار سالہ مدّت ۱۹۹۱-۴-۳ کو ختم ہوگئی تھی۔ مگر اس کے بعد احبابِ جماعت کے پُر زور اصرار پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو اجازت عطا فرماتے رہے کہ اُن کے بچّوں کو اِس بابرکت تحریک میں شامل کرایا جائے۔ چنانچہ حضور انور نے انچارج شعبہ تحریکِ وقفِ نَو لندن کو وقفِ نَو کے ضمن میں ایک ملاقات میں فرمایا کہ جن احباب کی درخواستیں آ رہی ہیں ان کو وقفِ نَو میں شامل کرتے رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ جائے۔ اور جتنی زیادہ تعداد ہو اُتنا بہتر ہے۔ (چٹھی محررہ ۲۰ ۵/۹۳ از لندن)

لہٰذا احبابِ جماعت بھارت کے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہے کہ حضور انور نے اس مبارک تحریک کی میعاد کو مزید بڑھا دیا ہے۔ اس لئے احبابِ جماعت اپنے پیارے آقا کی اس بابرکت تحریک میں اپنے بچوں کو وقف کریں۔ تاکہ حضور انور کی یہ خواہش بھی پوری ہو کہ واقفینِ نَو کی تعداد نہ صرف پندرہ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوجائے۔

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

○

POULTECH CONSULTANT
& DISTRIBUTORS
DEALERS IN:
DAY OLD BROILER CHICKS, POULTRY FEED,
MEDICINES & ALL TYPES OF
POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE / RESIDENCE:- 58 - ISHRAT MANZIL
NEAR POLICE STATION, WAZIRGANJ, LUCKNOW-226018
PHONE:- 245860.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان۔
PHONE:- 04524 - 649.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES / GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI - 110002 (INDIA)
PHONES:- 011 - 3263992, 011 - 3282643.
FAX:- 91 - 11 - 3755121, SHELKA, NEW DELHI.

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

حضرت امیر المؤمنین ایّدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ سننا اور سنانا ہر احمدی کا جماعتی فرض ہے

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ - میتگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SO LIGHT
NTR
Sonky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A, DEBENDRA CHANDRA DEV ROAD CALCUTTA - 15

MIDAY
QUALITY FOOT WEAR

پیشکش:-
بالی پولیمرز کلکتہ - ۷۰۰۰۱۲
ٹیلیفون نمبرز:-
43 - 4028 - 5137 - 5206